4

قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے

ابوعبداللہ

تحریر نمبر 4

﴿ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ ﴾ (الانعام: 19/6)

”اور وحی کیا گیا ہے یہ قرآن میری طرف تا کہ میں اس کے ذریعے تم کو اور جن جن تک یہ پہنچ سکے ان سب کو خبر دار کر دوں۔“

قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟

ابوعبداللہ

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟

تالیف: ابوعبداللہ

اشاعت اول: 2023ء (1445ھ)

ہمارا عزم

- فرقہ واریت اور تعصب و تنگ نظری سے چھٹکارہ۔
- اخلاص وسچائی کی ترویج۔
- قرآن وسنت کے پختہ دلائل کو بنیاد بنانا۔
- سلف کے فہم سے استفادہ کرنا۔
- احتیاط اور ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا۔
- اعتدال پر رہنا۔
- ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے: ''حق اور سچ کو من وعن واضح کرنا۔''

قرآن وسنت کو من وعن بیان کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن انسان کی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اس لیے کہیں بھی کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ہمیں مطلع کریں، اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو ان شاء اللہ فوراً رجوع کریں گے۔ اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (آمین)

نوٹ: چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہوسکی، لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت۔

انتساب

تعلیمات وحی کے ذریعے نسل انسانی کی بہتری کی خاطر مصائب و آلام کا سامنا
کرنے والے اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے انبیاء ورسل (علیہم السلام)

اور

اللہ کے محبوب نبی سیّد الاوّلین والآخرین جناب حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام
جو سراپاءِ ہدایت ہیں، جن کی سیرت وخلق عین قرآن ہے، جو صاحب قرآن ہیں،
جنہوں نے اپنی امت کے فائدے کی خاطر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ
تکالیف برداشت کیں اور ہمیں قرآن مجید جیسا ابدی معجزہ دیا۔

فہرست

❀ قابل غور ---------- 5
❀ حق کی پہچان مشکل نہیں ---------- 6
❀ ایک بڑی غلط فہمی ---------- 7
❀ ذرا رکئے ---------- 10
باب ۱: معاملے کی سنگینی کا بیان قرآن مجید سے ---------- 12
باب ۲: معاملے کی سنگینی کا بیان فرامین رسول ﷺ سے ---------- 21
باب ۳: قرآن مجید کی راہ میں حائل شبہات کا بیان ---------- 26
باب ۴: موجودہ تفاسیر: (محتاط رہنے کی ضرورت) ---------- 50
باب ۵: قرآن مجید سے استفادہ کیسے کیا جائے؟ ---------- 56
باب ۶: متفرق معلومات ---------- 59
❀ کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیات ---------- 66
❀ حق کی کاوش میں بطور نمونہ چند علماء حضرات سے استفادہ کی لسٹ ---------- 71
❀ ہماری اہم تحاریر ---------- 72
❀ ہماری دعوت ---------- 73

قابل غور

خدا بول رہا ہے

قرآن اللہ کا کلام ہے، کیا مطلب؟ یعنی اللہ نے انسانیت سے گفتگو کی ہے۔زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ہمارے خالق نے ہمارے ساتھ بطور رہنمائی بات کی ہے۔کتنی بدنصیبی ہے کہ ہم عام لوگوں کی بات کو تو اہمیت دیں،اسے سنیں،سمجھیں،اسکی پیروی کریں لیکن خالق کائنات کی گفتگو کو نہ سنیں،نہ سمجھیں اور نہ عمل کیلئے ہمارے اندر شوق وجذبہ ہو۔پیارے ساتھیو جلد از جلد اللہ کی بات کی طرف متوجہ ہو کر دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لیں۔

قرآن مجید سر چشمہ ہدایت و رحمت

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

”اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفاء ہے،اور رہنمائی کرنے والی اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے“ (سورہ یونس،آیت:57)

ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ابدی معجزہ

سابقہ انبیا کرام کے معجزات انکے زمانے کیلئے تھے اور معجزہ دکھانے کیلئے نبی کا ہونا ضروری تھا،جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا 'عصا' صرف انکے ہاتھ میں معجزہ تھا۔جبکہ ہمارے عظیم نبی ﷺ کو ایسا عظیم معجزہ دیا گیا جو قیامت تک کے لیے ہم سب کے ہاتھ میں بھی اسی طرح زندہ و جاوید معجزہ ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے دور میں تھا جیسا کہ فرمایا!

”تمام انبیاء کو ایسے معجزات دیئے گئے جنہیں دیکھ کر (اس زمانہ کے) لوگ ایمان لائے لیکن مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ قرآن ہے جو بذریعہ وحی دیا گیا ہے، مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز مجھ پر ایمان لانے والے تعداد میں سب سے زیادہ ہوں گے“ (صحیح بخاری، فضائل القرآن)

قرآن ہماری روحانی طاقت

قرآن مجید انسانوں کیلئے روح کی حیثیت رکھتا ہے جو مسلمان کی اصل طاقت ہے۔جب تک انسان کا رشتہ اس کتاب سے وابستہ رہے گا اس میں ایمان کی قوت موجود رہے گی اور جب تعلق کٹ جائے گا تو وہ کمزور ہو جائے گا۔اسکی طلسماتی آیات اہل ایمان کو زندگی بخشتی ہیں،اس میں جذبہ ایمانی پیدا کرتی ہیں۔یہ حقیقت ہے کہ اس کتاب کی تعلیمات سے دوری اہل ایمان کیلئے موت ہے۔اسی دوری کا نتیجہ آج اقوام عالم میں امت مسلمہ کی رسوائی کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اسکی یوں تصویر کشی کی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اگر ہم عزت و وقار چاہتے ہیں تو آئیں ہم عہد کریں کہ ہم اللہ کی کتاب کو اپنا رہنما بنائیں گے۔

حق کی پہچان مشکل نہیں!

اگر چہ فرقہ واریت کی بنا پر حق و باطل کی ملاوٹ سے حق اور سچ پہچان مشکل ہو چکی ہے، لیکن اسکے باوجود بھی گمراہی سے بچنا، حق اور سچ تک رسائی کرنا بالخصوص ایک سچے مسلمان کیلئے مشکل نہیں۔ اسکی صرف دو ہی شرائط ہیں: (۱)۔اخلاص، اور (۲)۔کوشش، اخلاص کا مطلب ہے دینی دوڑ دھوپ کا مقصد سوائے: ''اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح'' کے کچھ اور نہ ہو۔ ایسے خوش نصیب کو اللہ خود ہدایت کی طرف لے جائے گا۔

<u>لازمی نتیجہ:</u> ان دو شرائط کے واقعتاً پورا ہونے کا لازمی نتیجہ نکلے گا کہ: اللہ، اسکا رسول ﷺ اور اسلام پہلے نمبر پر جبکہ تمام شخصیات اور مسالک دوسرے نمبر پر آ جائیں گے۔ ایسے خوش نصیب کا حتمی معیار قرآن وسنت بن جائے گا اور وہ اپنی خواہش نفس سمیت تمام شخصیات سے وابستگی کو قرآن وسنت کے تابع کر لے گا۔

<u>ایک ہی بنیادی رکاوٹ:</u> ہمارے خالق نے حق تک رسائی اور اسے قبول نہ کرنے میں ایک ہی بنیادی رکاوٹ کو آشکارا کیا ہے یعنی: ''آباؤ اجداد کی اندھی پیروی''، <u>آباؤ اجداد سے مراد:</u> ''والدین، کنبہ قبیلہ، محلّہ، دوست احباب، پیدائشی من پسند مذہبی اکابرین یعنی علماء و بزرگ، پیدائشی فرقہ ومسلک وغیرہ''۔ انہیں سے انسان کی خواہش نفس بنتی ہے۔ انہیں کے تحفظ میں بدنصیب انسان قرآن وسنت سے اعراض کرتا ہے۔

<u>سلیم الفطرت انسان:</u> سلیم الفطرت، سچا اور مخلص انسان وہی ہے جو اپنے آباؤ اجداد کے تحفظ میں قرآن وسنت کے دلائل سے اعراض کرنے کے بجائے سچ اور جھوٹ، حق اور باطل کی پہچان کیلئے بیقرار ہو، استغنیٰ اور لاپرواہی کے بجائے سچائی کیلئے ہر وقت کوشاں ہو اور سچائی سے آگاہی ہوتے ہی، تمام رکاوٹوں کی پرواہ کئے بغیر فوراً خوشدلی سے قبول کرنے کیلئے آمادہ ہو۔

<u>حق سے دوری:</u> حق کے طالب مخلص خوش نصیب کو تو اللہ تعالیٰ خود صراطِ مستقیم پر لے آئے گا جبکہ حق سے صرف وہی دور رہے گا جو خود حق پر آنا ہی نہیں چاہتا، جو خود گمراہ رہنا چاہتا ہے۔ ایسے بدنصیب کو جب کبھی بھی قرآن وسنت سے اسکی خواہش نفس کے خلاف دلائل سے سامنا ہو گا تو وہ اپنے آباؤ اجداد کے تحفظ میں اندھی تقلید کی روش پر جامد رہتے ہوئے: اعراض، تاویل وتحریف اور ٹال مٹول سے کام لے گا۔ استغنیٰ اور لاپرواہی برتنے والے شخص کا شیطان کے فریب سے بچنا محال ہے۔ وہ مسلمان ہی کیا جو اللہ ورسول ﷺ کے احکامات سے آگاہی حاصل ہو جانے کے باوجود بھی خوشدلی سے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو۔

نوٹ: حق میں حائل ظالم شیطان کے سب سے بڑے فریب یعنی 'آباؤ اجداد کی اندھی پیروی' کو انشاء اللہ ہم اپنی تحریروں میں طرح طرح سے بیان کریں گے تاکہ طالبینِ حق کیلئے گمراہی سے بچنا آسان ہو جائے۔

بڑی غلط فہمی

آنحضور ﷺ کے فرامین کی روشنی میں زمانہ آپ ﷺ کے دور مبارک سے جس قدر دور ہوتا چلا جائے گا اُسی قدر شاہراہ حق سے لوگ دور ہوتے جائیں گے اور دین میں بگاڑ بڑھتا چلا جائے گا۔ایسی ہی صورت حال قرآن مجید کے حوالے سے بھی واقع ہوئی ہے۔فی زمانہ مسلمان بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، وہ قرآن فہمی کو ضروری نہیں سمجھتے،اکثریت کے خیال میں:

''نجات یافتہ ہونے کیلئے صوم وصلوٰۃ سمیت دیگر ضروری احکامات پر عمل پیرا ہونا کافی ہے جبکہ قرآن سے آگہی نجات کیلئے ضروری نہیں۔''

ان پڑھ لوگ تو شاید عذر پیش کر سکیں لیکن تعلیم یافتہ لوگ دستور حیات سے دور رہ کر بروز قیامت کیا عذر پیش کریں گے.....؟ بہر کیف اس غلط فہمی کے ازالے کیلئے عقلی اور نقلی دونوں دلائل پیش کئے جائیں گے تا کہ جو بچنا چاہیں موت سے پہلے پہلے جلد آگہی حاصل کر سکیں۔

عقل وبصیرت کی رو سے!

دین''عقائد اور اعمال'' کے مجموعے کا نام ہے جسکا کامل بیان قرآن وسنت میں موجود ہے۔نجات کیلئے عقائد اور اعمال دونوں کا درست ہونا ناگزیر ہے۔اگر اعمال ٹھیک نکلے لیکن عقائد ونظریات خالق کی ہدایات کے خلاف ہوئے تو کیا بنے گا....؟ ہمارے عقائد ونظریات دستور حیات کی بجائے اپنے اپنے پسندیدہ اکابرین کے مطابق ہیں۔اگر علماء حضرات اخلاص اور سچائی کا دامن تھامتے ہوئے مسالک کے بجائے اسلام کے علمبردار ہوتے تو قرآن کا درست پیغام عوام تک پہنچ جاتا اور شاید بچت کی صورت نکل آتی ،لیکن الا ماشاء اللہ علماء تو خود اپنے اپنے فرقوں کے احیاء کی خاطر ایک دوسرے کی نفی کر رہے ہیں، ہر ایک کے نزدیک حق بات صرف وہی ہے جو اُسکے فرقے کے موافق ہے۔ان حالات میں فرقوں کا دین اور پیغام تو عوام تک پہنچ سکتا ہے لیکن قرآن اور اسلام کا پیغام شاید نہیں۔وہ چیز جسے اللہ نے بطور دستور حیات دیا ہو،اس سے دور رہ کر زندگی دستور کے مطابق کیسے رہ سکتی ہے.....؟ جہاں رہبر ورہنما امام الانبیاء ﷺ ہوں، سیکھنے والے صحابہ کرام ہوں، وہاں ہدایت ونجات کیلئے قرآن ناگزیر ہو تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں......؟

کیا دنیاوی معاملات میں بھی ہمارا یہی طرز عمل ہوتا ہے؟ پھر جب یہ خطرہ موجود ہو کہ تعلیمات الٰہی سے اعراض کی بنا پر انسان کے برے عمل کو اسکی نظروں میں سنوار دیا جاتا ہو جیسا کہ سورہ فاطر میں تذکرہ ہوا:

﴿اَفَمَنۡ زُيِّنَ لَهٗ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا﴾

''کیا پس وہ شخص جسکے برے عمل اسکے لئے سنوار دیئے گئے ہیں اور وہ اسے اچھے معلوم ہوتے ہیں''۔

باطل پر اسرار کرنے والوں کے ساتھ لگ جانے والے شیاطین انس وجن جو کفر وشرک، جہالت وگمراہی کو انکی نظروں میں سنوارتے ہیں انکا ذکر ایک اور مقام پر یوں کیا گیا:

﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ o﴾ (حم السجدہ، آیت:25)

''اور ہم نے انکے کچھ جانشین مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے انکے اگلے پچھلے اعمال انکی نگاہوں میں خوبصورت بنا کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو ان سے پہلے گزر چکیں ان پر بھی (اللہ کے عذاب کا) وعدہ پورا ہو گیا۔ یقیناً وہ خسارہ پانے والے ثابت ہوئے۔''

ایسے خطرات کی موجودگی میں اس کتاب کو پیمانہ بنائے بغیر کیسے پتا چل سکتا ہے کہ صحیح راستے کی پیروی ہو رہی ہے یا غلط کی۔؟ اسی لئے انسان کو فہم قرآن سے دوری پر انتہائی سخت انداز سے متنبہ کر دیا گیا ہے:

﴿وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾

''اور جو کوئی اس دنیا میں (قرآن مجید سے) اندھا بن کر رہا، وہ آخرت میں بھی اندھا اُٹھایا جائے گا اور راستے سے بھٹکا ہوا'' (بنی اسرائیل: آیت۔72)

یہ تو ایک منطقی وضاحت تھی، اس سے اہم چیز یہ ہے کہ وہ جس نے ہمیں تخلیق کیا ہے، اس معاملے میں وہ خود کیا فرماتا ہے؟ اسی سوال کے جواب کے لئے یہ تحریر لکھی گئی ہے بہر کیف اس ضمن میں چند قابل غور حقائق ملاحظہ کریں جن کے دلائل اس تحریر میں پیش کر دیئے گئے ہیں:

☆ قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا ہر خاص وعام کو حکم دیا گیا ہے۔

☆ بروز قیامت قرآن مجید کے بارے انسان کی جواب طلبی ہوگی۔

☆ قرآن مجید کو پس پشت ڈالنے پر سخت وعیدیں نازل ہوئی ہیں۔

☆ بالخصوص اختلاف اور فتنوں کے دور میں ہر طرف سے منہ موڑ کر قرآن مجید کو رہبر بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسکے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ:

''جسطرح ہمارے جسم کا ظاہری ڈھانچہ کھائے پیئے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اسی طرح ہماری روح قرآنی آیات کے طلسماتی اثر کے بغیر تروتازہ اور سلامت نہیں رہ سکتی۔''

ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر آپ انصاف سے فیصلہ کریں تو یقیناً اسی رزلٹ پر پہنچیں گے کہ قرآن مجید کو

سمجھنا سب کے لئے بہت ضروری ہے اپنی اپنی استعداد کے مطابق، بالخصوص تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قرآن مجید کو رہنما بنائے بغیر انسان ہدایت پر رہ سکے۔ یہ چند روزہ زندگی تو گزر ہی جانی ہے چاہے جیسے بھی گزار لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سرچشمہ ہدایت سے بھرپور طریقے سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

✡✡✡✡✡

ذرا رکیئے!

تمام مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی بھی گروہ سے ہو وہ اللہ کی کتاب سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ خالق کائنات کا آخری تکمیلی پیغام ہے جو اس نے انسانیت کے نام اپنے آخری برگزیدہ رسول سید لاولین والآخرین امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر نازل فرمایا لیکن اسکے باوجود لوگوں کی اکثریت کا قرآن مجید سے حقیقی تعلق قائم نہیں ہوسکا جو رب کو مطلوب ہے۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نجات کے لئے اس کتاب کا ادب واحترام اور اسکی تلاوت کرلینا کافی ہے اور اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اس فانی و عارضی زندگی کے شب روز گزار کر دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہوجاتے ہیں۔

بلاشبہ قرآن مجید کا ادب واحترام اور اسکی تلاوت بھی باعث سعادت وثواب ہے لیکن اس کتاب کے نزول کا بنیادی مقصد ہی اس سے رہنمائی حاصل کرنا اور اسکے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ یہ انسان کا دستور حیات ہے۔ جس طرح دنیا میں بننے والی پیچیدہ مشینوں کے صحیح استعمال کے لئے ان کے ساتھ ہدایت نامہ (Instructions/Guiding Manual) جاری کیا جاتا ہے۔ انسان کی مشین کائنات کی پیچیدہ ترین مشین ہے جسے اپنی سلامتی اور صحیح طور پر چلنے کے لیے ایسے ہدایت نامے کی ضرورت تھی جو جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے رہنمائی فراہم کرسکے۔ اس پیچیدہ مشین کے خالق نے انسان پر کمال مہربانی اور شفقت فرماتے ہوئے اسکے لیے مکمل ضابطہ حیات قرآن مجید کی صورت میں عطا فرمایا اور اس ہدایت کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے اپنے پیارے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نہ صرف یہ کہ اس پیغام کو پوری محنت سے انسانوں تک پہنچایا بلکہ اسکے مطابق عمل کرکے دکھلایا۔ آپ کی ذات گرامی اس ہدایت نامے کی عملی تصویر ہیں۔ یوں انسان کے لیے دو عظیم ترین نعمتیں قرآن مجید اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ ہیں۔

انسان کی زندگی خوشیوں، پریشانیوں، مصیبتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب زندگی کی ہر حالت میں مکمل رہنمائی مہیا کرتی ہے۔ سہولت اور آسانی کا وقت تو بہت جلد گزر جاتا ہے لیکن دکھوں اور مصیبتوں میں زندگی کا وقت بہت مشکل سے گزرتا ہے اور بسا اوقات انسان نا اُمید ہوجاتا ہے۔ زندگی کے ان کٹھن

حالات میں اگراس مشین کا صحیح تعلق اس ہدایت نامے سے استوار رہے تو یہ مشکل وقت بھی بڑی آسانی سے گزر جاتا ہے۔ یہ کتابِ ہدایت انسان کے دکھوں کا مداوا ہے۔اس کا دامن تھام کرانسان کی پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں۔تکلیفیں آسانیوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔زندگی آسان ہوجاتی ہے۔اگر خدانخواستہ اسکے ساتھ تعلق استوارنہیں تو دنیا کی فراوانی بھی حقیقی خوشی مہیانہیں کرسکتی، دل کوسکون نہیں ملتا اور زندگی قلق واضطراب میں ہی گزر جاتی ہے۔جسکے بعد آخرت میں جواب دہی کا معاملہ شروع ہوگا۔یقیناً قرآن مجید کی سمجھ سے غافل زندگی بسر کرنا بہت بڑی بدنصیبی ہے۔اس سے واقفیت حاصل کرنا دنیاوآخرت دونوں میں کامیابی کے لیے نہایت ضروری ہے۔

وہ حضرات جوان پڑھ ہیں، زندگی کا وقت گزر گیا، بوڑھے ہوگئے ہیں اوراس کتاب کوسمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ آسانی کا معاملہ فرمائے گا اورانشاء اللہ انکی اس کتاب سے عقیدت ومحبت اوراسے ادب سے چومنا بھی کام دے گا۔لیکن وہ لوگ جوتعلیم یافتہ ہیں جن میں سمجھنے کی صلاحیت ہے،جنہوں نے کئی دوسری زبانیں جیسے انگریزی وغیرہ بھی سیکھی وہ اگراس کتاب کوسمجھے بغیر دنیا سے رخصت ہوگئے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں کیا عذر پیش کریں گے؟ یقیناً یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ لوگ اس کتاب کو اللہ جل جلالہ کی کتاب تسلیم کرنے کے باوجود،مکمل دستورحیات ماننے کے باجود، دنیاوآخرت میں باعث نجات سمجھنے کے باوجود اس سے غافل ہیں؟اسکی کئی وجوہات ہیں جن میں سے بنیادی وجوہات یہ ہیں۔

نمبر۔۱: معاملے کی سنگینی سے ناواقفیت،یعنی اسے نہ سمجھنے کےنقصان سے آگاہی نہ ہونا۔

نمبر۔۲: اسے سمجھنا بہت مشکل ہے۔

نمبر۔۳: ہم عجمی ہیں ہمارے لئے سمجھنا ضروری نہیں۔

نمبر۔٤: اسے سمجھنا علماء کا فرض ہے۔

اب ہم اللہ کے فضل وکرم سے مذکورہ حقائق کوواضح کرتے ہیں اور اللہ جل جلالہ سے توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے تا کہ ہم صحیح بات اپنے ساتھیوں تک پہنچاسکیں۔(آمین)

باب ا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید الانبیاء

و المرسلین و علی آله و صحبه اجمعین اما بعد!

معاملے کی سنگینی کا بیان قرآن مجید سے

ہمارے اکثر بھائی اس بات سے آگاہ نہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنا کس قدر ضروری ہے اور اسے نہ سمجھنا کس قدر بڑے خسارے کا باعث ہے، اسلئے وہ اسے اپنی زندگی کے لئے مشعل راہ بنانے کی جستجو ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے جتنا اپنے ماحول اور معاشرے سے اسکے متعلق سنا ہے اتنا تعلق وہ اس کتاب سے رکھتے ہیں، انہیں صرف یہی پتہ چلا ہے کہ اس کی تلاوت اور ادب و احترام ان کے لئے کافی ہے لہذا یہ کام وہ کرتے ہیں۔ یقیناً قرآن مجید کی تلاوت اور اسکا احترام بھی ضروری ہے لیکن اسکے نزول کے اصل مقصد سے دور رہنا کس قدر نقصان کا باعث ہے، تعلیمات الٰہی کے چند اہم پہلو ملاحظہ کریں:

(1)۔ <u>سعادت و شقاوت کی بابت فیصلہ کن رہنمائی:</u>

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم ہوا تو انسانیت کے حوالے بہت بڑی خبر دی گئی کہ:

﴿ **قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقَىٰ ○** ﴾ (طہ، آیت: 123)

ترجمہ: ''فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ، تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے۔ جب کبھی تمھارے پاس میری ہدایت (تعلیمات وحی) آجائے تو جو بھی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا''

یعنی وہ قوم جو آسمان سے نازل ہونے والی ہدائت کو رہبر بنائے گی صرف وہی گمراہی سے بچ سکے گی اور اسی کے اچھے انجام کی گارنٹی دی گئی ہے۔

(2)۔ نزول قرآن کا مقصد تمام نسل انسانی کو خبردار کرنا ہے:

کائنات کے خالق نے قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہی بتلایا ہے کہ نسل انسانی کو اسکے خطرناک انجام سے خبردار کردیا جائے، اسے بتلا دیا جائے کہ صراط مستقیم کیا ہے اور شیطان کا رستہ کون سا ہے۔ عقائد و اعمال کی بنیاد قرآن و سنت کے خلاف رکھنے والوں کو ان کے انجام سے خبردار کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ ﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَاب ﴾

(سورہ ص، آیت:29)

ترجمہ: ''یہ ایک بہت بابرکت کتاب ہے جو (اے نبی ﷺ) ہم نے تمھاری طرف نازل کی ہے تا کہ لوگ اسکی آیات پر غور کریں اور عقل و فکر رکھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں''

☆ ﴿ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ﴾(سورۃ الانعام، آیت:19)

ترجمہ: ''اور بطور وحی اتارا گیا ہے یہ قرآن میری طرف تا کہ میں اس قرآن کے ذریعے تم کو اور جن جن تک یہ پہنچ سکے ان سب کو خبردار کردوں''

☆ ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴾(الفرقان، آیت:1)

ترجمہ: ''نہایت ہی بابرکت ہے وہ اللہ جس نے یہ فرقان (حق اور باطل میں فرق کرنے والا مجموعہ) اپنے بندے پر اتارا تا کہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کر دینے والا ہو''

یوں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے نزول کا بنیادی مقصد ہی اسے سمجھنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس سے سبق حاصل کرنا بتلایا ہے۔ کیا یہ مقصد اسے سمجھے بغیر محض عربی الفاظ پڑھنے کی مشق سے حاصل ہوسکتا ہے؟ اگر بات سمجھ ہی نہ آسکی تو اس سے نصیحت کیسے حاصل ہوگی اور اسکے مطابق عمل کیسے کیا جائے گا؟ یقیناً عقلمند وہی

ہیں جو اسے سمجھ کر پڑھتے ہیں، اس پر غور و فکر کرتے ہیں اور اسے زندگی کے لئے مشعل راہ بناتے ہیں۔

(3)۔ نزول قرآن کا مقصد انسانیت کو اندھیروں سے نکالنا:

جہاں نزول قرآن کا مقصد انسانیت کو خبردار کرنا بیان ہوا ہے۔ وہیں اسکا دوسرا بڑا مقصد انسان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکالنا اور توحید و سنت کے نور کی طرف رہنمائی کرنا بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ﴾ (سورۃ ابراہیم، آیت:1)

ترجمہ: ''الـــر ، یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ ﷺ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ آپ (اسکے ذریعے) نکالیں انسانوں کو تاریکیوں سے (اور لائیں انہیں) روشنی کی طرف، اللہ کے حکم سے، اسکے راستے کی طرف جو زبردست ہے، نہایت قابل تعریف ہے''۔

اس واضح حکم سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ روشنی کا راستہ قرآن کا رستہ ہے، قرآن کی رہنمائی کے بغیر بسر ہونے والی زندگی تاریک زندگی ہے۔ ان ظلمات سے نکلنے کا واحد راستہ قرآن مجید ہے۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہو گئی کہ آنحضور ﷺ نے قرآن کے ذریعے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کے راستے پر گامزن کیا۔ درس عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ بغیر قرآن مجید کو مضبوطی سے تھامے وہ روشنی کے راستے پر ہیں۔ اگر وہ ایسا سوچتے ہیں تو یہ محض ان کا گمان ہے، ایسے لوگوں سے عرض ہے صرف اس ایک آیت پر غور کرلیں انشاءاللہ بات واضح ہوجائے گی جسکا فائدہ آخرت میں نظر آئے گا۔

(4)۔ قرآن مجید کے بارے میں انسان کی جواب طلبی:

ایک دن ہم سب نے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے جہاں ہمیں اپنی زندگی کا حساب دینا ہے۔ جہاں اور بہت ساری چیزوں کے متعلق پوچھا جائے گا، وہاں بالخصوص قرآن مجید کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس سے نصیحت حاصل کی یا کہ نہیں؟ اسے سمجھ کر زندگی کا مقصد بنایا یا نہیں؟ قرآن مجید کے بارے میں انسان کی پرسش کا ذکر یوں کیا گیا۔

﴿ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ﴾ (زخرف، آیت 44-43)

ترجمہ: ''پس جو وحی آپ (ﷺ) کی طرف نازل ہوئی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہو۔ یقیناً آپ (ﷺ) سیدھے راستے پر ہیں۔اور کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب خود آپ (ﷺ) کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت نامہ ہے اور عنقریب تم لوگوں کو اسکی جواب دہی کرنی ہوگی''

کیا ہم اس جواب دہی پر یقین رکھتے ہیں؟ تو اسکی فکر ہم نے کی؟ کیا ہم نے اس نصیحت نامے کو سمجھ کر اپنے دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کی؟ تا کہ وہ بھی اسے سمجھیں اور اسکے مطابق زندگی بسر کریں۔

(5)۔ جزاوسزا کا فیصلہ قرآن پر:

بہت بڑی پریشانی کی بات یہ ہے کہ بروز قیامت جزاوسزا کا فیصلہ قرآنی آیات پر ہوگا۔جس تک قرآن پہنچا اور اس نے اسے دستور حیات بنالیا وہ تو بچ جائے گا اور جس نے اعراض یا غفلت کی وہ مارا جائے گا۔متعدد آیات میں صرف چند آیات ملاحظہ کریں:

جب دوزخی دوزخ کے عذاب سے چلائیں گے تو انہیں کہا جائے گا:

﴿ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنصَرُوْنَ o قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِیْ تُتْلٰی عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ تَنكِصُوْنَ o ﴾ (سورۃ المومنون: 66-65)

''مت چلاؤ آج یقیناً تمھیں ہم سے آج کوئی نہیں بچا سکتا۔یقیناً (دنیا میں) میری آیات پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تمھیں تو تم الٹے پاؤں بھاگ نکلتے تھے۔''

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ o عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ o ﴾

(سورۃ البلد: 20-19)

''اور وہ لوگ جنہوں نے نہ مانا ہماری آیات کو یہی ہیں بائیں بازو والے، ان پر چھائی ہوئی آگ''

کیا اب بھی ہم قرآن کو سمجھ کر اسے زندگی میں لانے کیلئے آمادہ نہیں ہوں گے......؟

(6)۔ قرآن مجید ہدایت وکامیابی کا واحد راستہ:

آج مسلمان اس کتاب کو سمجھ کر نہ پڑھنے کی وجہ سے بہت سے ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکے ہیں، ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ ہر فرقے کی علیحدہ علیحدہ مساجد بن چکی ہیں۔سب فرقے صرف اپنے آپ کو صحیح اور باقیوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔لوگوں کی اکثریت بھی مذہبی اکابرین کے ساتھ اس کام میں شریک ہو چکی ہے۔موجودہ حالات یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم فرقوں اور مسالک سے بالاتر ہو کر اس کتاب کو تھام لیں، اسے سمجھ کر پڑھیں اور اسکی تعلیم کو عام کریں۔کیونکہ یہ کتاب اختلافات کا خاتمہ کرتی ہے اور وہ راستہ دکھلاتی ہے جو بالکل سیدھا ہے، جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں، اس بات کی گارنٹی خود پروردگار نے یوں دی:

☆ ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ﴾(سورة بنی اسرائیل، آیت:9)

ترجمہ: ''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کریں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے''

☆ ﴿وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾(سورة النحل، آیت:64)

ترجمہ: ''اور یہ کتاب ہم نے آپ پر اسلئے نازل کی ہے کہ آپ ان اختلافات کی حقیقت ان پر واضح کر دیں جن میں یہ پڑے ہوئے ہیں اور یہ ایمان والوں کے لئے ہدایت ورہنمائی اور رحمت ہے''

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین کر لیں، عقائد کی بنیاد خود ساختہ نظریات کی بجائے اس کتاب پر رکھ لیں تو ہمارے اختلافات ختم ہو جائیں اور ہم صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ایسا تبھی ممکن ہو گا جب ہم سب اسے سمجھ کر پڑھیں۔

(7)۔ بغیر قرآن حقیقی تزکیہ نفس ممکن نہیں:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo ﴾ (آل عمران، آیت 164)

ترجمہ: ''بے شک مومنین پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث کیا، جو انہیں اس (قرآن) کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھول کر بیان فرمادی کہ آنحضور ﷺ نے صحابہ کرام کا تزکیہ قرآن مجید سے کیا اور اسی نور قرآن سے گمراہی کے اندھیرے دور کئے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں ہدایت یافتہ ہونے کے لئے قرآن کی ضرورت تھی، کیا آج بغیر قرآن مجید کو تھامے ہم ہدایت پر رہ سکتے ہیں؟

(8)۔ آنحضور ﷺ کا آلہ دعوت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ اس قرآن کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کرتے رہیے۔ اسی قرآن کی بنیاد پر آپ نے لوگوں کو اللہ جل جلالہ کی طرف بلایا۔ کفار کو جو خطوط لکھے وہ بھی قرآنی آیات پر مشتمل تھے۔ اس قرآن کے سحر انگیز اثر اور آپ ﷺ کی کوششوں نے نسل انسانی کو ہدایت وکامرانی کے راستے پر گامزن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وعظ ونصیحت کرنے کے متعلق حکم دیا:

☆ ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴾ (سورۃ ق، آیت:45)

ترجمہ: ''پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے''

☆ ﴿فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴾ (الفرقان، آیت:52)

ترجمہ: ''(اے حبیب ﷺ) ان کافروں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے اس (قرآن) کے ذریعے (نصیحت وتبلیغ) کر کے بڑا جہاد کرو''

کیا ہمیں اپنی دعوت کی بنیاد قرآن پر رکھنے کی ضرورت نہیں؟ ہماری مذہبی جماعتیں اگر اپنے اپنے مسالک کے موافق لکھی ہوئی کتابوں کی بجائے اللہ کی کتاب کو بنیاد بناتیں تو لوگوں کی حقیقی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہمارے باہمی اختلافات بھی ختم ہو جاتے جیسا کہ پروردگار نے حکم دیا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران، آیت:103)

ترجمہ:" اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

یہاں پھوٹ ختم ہونے کا واحد ذریعہ قرآن مجید کو تھامنا بتلایا گیا ہے۔ ہر جماعت کا یہی موقف ہے کہ ہماری دعوت حق کی دعوت ہے اور ہماری کتابیں قرآن، احادیث اور اہل علم کے اقوال پر مشتمل ہیں، اسکے باوجود لوگ صرف اپنے مکتب فکر کی جماعت کو صحیح جبکہ دوسروں کو غلط سمجھتے ہیں حالانکہ اگر صورت حال حقیقتاً ایسی ہی ہو جیسی بیان کی جاتی ہے تو پھر ہم سب کو ایک ہو جانا چاہیئے۔

(9)۔ قرآن مجید کو فراموش کرنے کا انجام:

قرآن مجید سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنا نہ صرف یہ کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے انتہائی ناگزیر ہے بلکہ اسے فراموش کرنا، اسے مقصد حیات نہ بنانا بہت بڑے خسارے کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ٥ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾ (سورہ طٰہٰ۔ 126-124)

ترجمہ:"اور جس نے منہ پھیرا میرے ذکر (قرآن مجید) سے تو اسکے لیے زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جائے گا اور ہم (اٹھائیں گے) قیامت کے دن اسے اندھا کر کے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے اندھا کر کے، میں تو (پہلے بالکل) بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے! اسی طرح آئیں تھیں تیرے پاس میری آیات سو تو نے انھیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھے فراموش کر دیا جائے گا"

قرآن مجید کو فراموش کرنے کے دو نتائج بیان ہوئے ہیں (i)۔ زندگی کا تنگ ہونا، اس تنگی سے بعض نے

عذاب قبر مراد لیا ہے۔ بعض نے وہ قلق واضطراب اور بے چینی مراد لی ہے جس میں بڑے بڑے دولت مند بھی مبتلا رہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں حقیقی خوشی کا تعلق اللہ کی یاد اور اسکے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنے میں ہے اسکے برعکس چاہے کتنی ہی دولت اور آسائشیں ہوں، انسان کو حقیقی خوشی نہیں دے سکتیں، بلکہ دولت بڑھنے سے خواہشات اور مصروفیات مسلسل بڑھتی جاتی ہیں۔ اور انسان انھیں آرزوؤں کی تکمیل میں زندگی کے شب و روز ختم کر بیٹھتا ہے اور زندگی اجیرن بن جاتی ہے، جس کا ذکر مذکورہ آیت کریمہ میں کیا گیا ہے۔ (ii)۔ دنیا کے ان مصائب اور پریشانیوں کے بعد آخرت کے انجام کا ذکر کیا گیا ہے جو آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے۔

وہ لوگ جو اللہ کی آیات کو سمجھنے سے آنکھیں، کان اور دل کے دروازے بند کر لیں ان کے متعلق پروردگار نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا﴾

ترجمہ: ''اور جو کوئی اس دنیا میں (قرآن مجید سے) اندھا بن کر رہا، وہ آخرت میں بھی اندھا اُٹھایا جائے گا اور راستے سے بھٹکا ہوا'' (بنی اسرائیل: آیت۔72)

(10)۔ بروز قیامت آنحضور ﷺ کی شکایت:

آنحضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں یوں شکایت کریں گے۔ ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا o﴾

ترجمہ: ''اور عرض کریں گے رسول ﷺ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا (نظر انداز کیا تھا)'' (سورۃ الفرقان، آیت 30)

ہمیں صرف نبی پاک ﷺ کی شفاعت کے متعلق ہی بتایا گیا ہے جو یقیناً حق ہے مگر ایک بہت بڑی حقیقت آج تک ہماری نگاہوں سے اوجھل رہی ہے جس کی وعید میں وہ پڑھے لکھے لوگ بھی آرہے ہیں جن کا تعلق محض تلاوت کی حد تک ہے اور اسے سمجھنے سے غافل ہیں۔

بہت بڑی حقیقت سے آگاہی ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس عظیم کتاب کو

دستورِ حیات بنالیں اسے سمجھنے کا عہد کریں اور یہ فیصلہ آج ہی کریں کیونکہ کل پر ڈالا جانے والا کام عام طور پر شیطان کی نذر ہو جاتا ہے اور وہ کل جس میں کام شروع ہونا تھا اسکے آنے سے پہلے موت دستک دے دیتی ہے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے ۔(آمین)

✿✿✿✿✿

باب۲

معاملے کی سنگینی کا بیان فرامین رسول ﷺ سے

قرآن مجید کو دستور حیات بنانا کس قدر ضروری ہے۔اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کس طرح اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔

(1)۔امت قرآن مجید کے حوالے

چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا اور دین وشریعت کی تکمیل آپ ﷺ پر کردی گئی تھی۔اسلئے یہ ضروری تھا کہ قیامت تک ان تعلیمات کو محفوظ رکھا جائے تاکہ بعد میں آنے والے تمام لوگوں کے لئے یہ تعلیمات وحی محفوظ رہیں۔اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو شخصیات کی بجائے کتاب اللہ کے حوالے کیا تاکہ شخصیات کی پیروی کرتے ہوئے بھی محفوظ اور صحیح چیز کو ہی معیار بنایا جائے، چنانچہ:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

((اوصی النبی؟ فقال: لا فقلت : کیف کتب علی الناس الوصیة او امروبھا؟ قال: اوصی بکتاب اللہ)) (صحیح بخاری، کتاب المغازی،غزوات کا بیان حدیث نمبر۔4460)

ترجمہ: ''کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو وصی بنایا تھا؟ انھوں نے کہا نہیں۔میں نے پوچھا کہ لوگوں پر وصیت کرنا کیسے فرض ہے یا وصیت کرنے کا کیسے حکم ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے رہنے کی وصیت کی تھی''

کیا اب بھی ہم کتاب اللہ کو سمجھنا زندگی کا اہم ترین مقصد نہیں بنائیں گے..............؟

(2)۔بروز قیامت قرآن مجید کا حجت بننا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(القرآن حجتہ لک او علیک) (صحیح مسلم، کتاب الطہارہ)

ترجمہ: ’’(بروز قیامت) قرآن مجید تیرے حق میں حجت (دلیل رگواہی) بنے گا یا تیرے خلاف حجت بنے گا‘‘

یقیناً ایسا ہونے والا ہے، اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ کی بات سچ ہے۔ وہ لوگ جو قرآن مجید کو رہبر بنائیں گے قرآن ان کے حق میں دلیل بنے گا اور جو اسے پس پشت ڈال کر اسکے علاوہ باقی چیزوں کو رہبر بنائیں گے تو قرآن ان کے خلاف حجت بن جائے گا۔ جسکے خلاف قرآن حجت بن گیا اسکا کیا بنے گا؟۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک اور انداز میں بات کو یوں واضح فرمایا۔

ترجمہ: ’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے روز) قرآن مجید سفارش کرے گا اور اسکی سفارش قبول کی جائے گی، جھگڑا کرے گا اور اپنی بات منوائے گا۔ جس نے قرآن مجید کو اپنا پیشوا اور رہبر بنایا اسے جنت کی طرف لے جائے گا‘‘ اور جس نے اسے پیٹھ پیچھے ڈال دیا اسے جہنم میں لے جائے گا‘‘ (ابن حبان جلد۔ا،ص:331)

آئیں اگر ہمیں اللہ جل جلالہ نے زندگی اور تعلیم کی دولت سے نوازا ہے تو مرنے سے پہلے اس عظیم کتاب کو تھام لیں اور اسے اپنا دستور حیات بنالیں تا کہ یہ ہمارے حق میں دلیل و حجت بن جائے۔ (آمین)

اس ارشاد پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن مجید وہ عظیم نعمت ہے جس کے ذریعے براہ راست خالق کائنات سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اور گمراہی سے بچنے کا واحد راستہ اسے مضبوطی سے تھامنے میں ہے۔ کاش آپ ﷺ کی یہ بات ہمیں اسی طرح سمجھ آجائے جسطرح آپ ﷺ فرما رہے ہیں۔

(3)۔ قبر کا چوتھا سوال!

قبر کے تین سوالوں سے تو ہم آگاہ ہیں لیکن چوتھے سے نہیں اور یہ چوتھا سوال قرآن مجید کے متعلق ہے حدیث ملاحظہ کریں، فرشتے پوچھتے ہیں؛

’’۔۔۔(1) تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ (2) وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے، وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ (3) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں یہ کون صاحب ہیں جو تمھارے درمیان بھیجے گئے تھے؟ وہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں

(4) وہ دونوں کہتے ہیں تمھیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے میں اس پر ایمان لایا اور اسکی تصدیق کی۔۔۔'' (سنن ابی داوٗد، نمبر:4673)

تو وہ جس نے اللہ کی کتاب کو سمجھنے کے لئے پڑھا ہی نہیں اسکے دل میں اسلام کی حقیقت اور یقین کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اور وہ قبر میں کیا جواب دے گا؟

(4)۔ ہدایت و گمراہی کا فیصلہ: اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے بالکل واضح الفاظ میں ہدایت اور گمراہی کے راستے کو واضح کر دیا ہے، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اے لوگو آگاہ ہو جاؤ میں بھی انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پاس رب کا قاصد (موت کا فرشتہ) آئے اور میں اسکی بات قبول کر لوں۔ میں اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: (1) پہلی چیز تو اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اس سے تعلق مضبوط کرو۔ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے، جس نے اسکی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گیا۔ (2) اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، حدیث نمبر:6227)

نوٹ: آپ ﷺ نے قرآن مجید کی پیروی کے ساتھ اپنے اہل بیت سے محبت اور ان کے احترام کی ترغیب دلائی ہے۔

درس عبرت! آپ ﷺ نے یہ بات واضح کی کہ ہدایت قرآن مجید میں ہے، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مضبوطی سے پکڑو، پھر آپ ﷺ نے ہدایت یافتہ ہونے کے لئے اسکی پیروی کو لازم قرار دیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی کہ جس نے اسے چھوڑ دیا، دین کی بنیاد اس سے ہٹ کر نظریات پر رکھ لی وہ یقیناً گمراہ ہو گیا۔ آپ جس بات کی تاکید فرمانا چاہتے ہیں اس میں شک کی گنجائش تو نہ تھی اسکے باوجود لوگوں کو یقین نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہم دین کی بنیاد دلیل پر رکھیں۔

(5)۔ گمراہی سے بچنے کا نسخہ: گمراہی سے بچنے کا نسخہ آپ ﷺ نے یوں تجویز فرمایا: سیدنا

ابوہریرہ ﷛ اور سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اِرشادفرمایا:

[قال رسول الله ﷺ: ((ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما: کتاب الله و سنة رسوله)) (الموطاءللما لک ''کتاب القدر'' حدیث نمبر1662،المستدرک للحاکم ''کتاب العلم'' حدیث نمبر290)

ترجمہ: ''بے شک میں اپنے بعدتم میں دو اَیسی (عظیم) چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگراُنھیں مضبوطی سے پکڑلوگےتو کبھی گمراہ نہ ہوگے: (1) اللہ ﷻ کی کتاب اور (2) اُس کے رسول ﷺ کی سنت''

آپ ﷺ کی آسان ترین بات بھی لوگوں کو سمجھ نہیں آئی اور آپ ﷺ کی یہ بات ظالم شیطان نے لوگوں کے لئے اتنی مشکل بنادی ہے کہ لوگ ان دو چیزوں کو بنیاد ہی نہیں بناتے۔اللہ ہمیں معاف فرمائے۔(آمین)

(6)۔قوموں کا عروج وزوال: آپ ﷺ نے قوموں کے عروج وزوال کے متعلق خبردی:

((ان الله یر فع بھذا الکتا ب اقواما و یضع به آخرین))

ترجمہ:''بے شک اللہ،اس کتاب کے ذریعے کچھ اقوام کو رفعت وبلندی عطافرماتا ہے اور کچھ کو پستی کا شکار کردیتا ہے'' (صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن،حدیث نمبر:1897)

آپ ﷺ نے اقوام کی رفعت وعروج اور پستی کو قرآن مجید کے ساتھ مشروط کیا ہے۔یعنی قرآن کی اخلاقی تعلیمات اقوام کے عروج وزوال کا باعث بنیں گی۔

جواقوام قرآن کے اخلاقی قوانین کی پاسداری کریں گی،اسکے مطابق زندگی کا لائحہ عمل طے کریں گی ان کو اللہ تعالیٰ بلند کرے گا اور جو اسے ترک کریں گی وہ پست ہوجائیں گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید انسانوں کیلئے روح کی حیثیت رکھتا ہے جو مسلمان کی اصل طاقت ہے۔جب تک اسکا رشتہ اس کتاب سے وابستہ رہے گا اس میں ایمان کی قوت موجود رہے گی اور جب تعلق کٹ جائے گا مسلمان کمزور ہوجائے گا اور اقوام عالم اسے پاؤں تلے روندھ ڈالیں گی۔

آج مسلمانوں کی پستی کی بنیادی وجہ کتاب الٰہی کو زندگی کا دستور حیات نہ بنانا ہے جسکی خوبصورت انداز میں علامہ اقبال رحمہ اللہ نے یوں تصویرکشی کی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اگر ہم عزت و وقار چاہتے ہیں تو آئیں ہم عہد کریں کہ ہم اللہ کی کتاب کو اپنا رہنما بنائیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(7)۔ عظیم فضیلت:

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں تشریف لائے کہ ہم صفہ میں تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح بطحان کی طرف یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور بغیر کسی قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے آئے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سب یہ پسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے صبح کوئی مسجد کی طرف نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں خود سیکھے یا سکھائے یہ اسکے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے اور تین تین سے بہتر ہے اور چار چار سے بہتر ہے، اسطرح آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضائل قرآن)

قرآن مجید سیکھنے کی اتنی بڑی فضیلت کہ ایک آیت کو سمجھنا بڑے کوہان والی ایک اونٹنی سے بھی افضل ہے۔

(8)۔ بہت بڑی سعادت:

آنحضور ﷺ نے انسان کے لیے بہت بڑی سعادت کا ذکر یوں فرمایا۔

ترجمہ: ''حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً اس قرآن کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ اسے تھامنے کے بعد کبھی ہلاک ہو گے نہ گمراہ ہو گے''۔ (طبرانی سندہ صحیح)

✿✿✿✿✿

باب ۳

قرآن مجید کی راہ میں حائل شبہات کا بیان

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے کے متعلق اہم حقیقت آشکار ہونے کے بعد اب ان شبہات کو واضح کیا جاتا ہے جو لوگوں کو قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے سے دور کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔اس کام کا اصل محرک تو شیطان ہی ہے جس نے انسان دشمنی کی بنا پر اسے ہدایت و کامرانی کے رستے سے روکنا ہے اور مختلف وسوسوں کے ذریعے انسان کو اصل کام سے دور رکھنا ہے۔ اس بات کا سمجھ آجانا کہ ''قرآن مجید زندگی کا دستور حیات ہے، اسے سمجھنا سب کے لئے ضروری ہے'' مشکل تو نہ تھا لیکن شیطان نے مختلف شبہات کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کیا ہے اور قرآن اور لوگوں کے درمیان رکاوٹیں پیدا کر کے عام لوگوں کو اس کتاب سے نصیحت وعبرت حاصل کرنے سے دور کر دیا ہے اور لوگوں کا تعلق قرآن مجید کی رسمی تلاوت اور عربی الفاظ کی مشق تک محدود رہ گیا ہے۔ایسا کرنے والوں کے شب و روز حقیقت سے ناآشنائی میں ہی گزر جاتے ہیں اور وہ حقیقی مقصد کے حصول تک پہنچ نہیں پاتے۔وہ چیزیں جو عام طور پر رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں وہ یہ ہیں:

(1)۔بغیر سمجھے محض رسمی تلاوت اور حفظ پر اکتفا، (2)۔قرآن کو خود سمجھنے کا نتیجہ گمراہی، (3)۔قرآن کو سمجھنا صرف علماء کا کام ہے، (4)۔کفار والی آیات مسلمانوں کے لئے بطور رہنمائی دلیل نہیں، (5)۔دین کی بنیاد قرآن پر استوار نہ کرنا، (6)۔تفسیر بالرائے کا خوف۔

انکی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

بغیر سمجھے محض رسمی تلاوت پر اکتفا

تلاوتِ قرآن الحمد للہ باعث رحمت و برکت اور قلوب کی گرمائش کا ذریعہ ہے ،لیکن زندگی بھر بغیر سمجھے

سپارے کے سپارے، قرآن پر قرآن ختم کرتے جانا............اور تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا بہت بڑا دھوکہ ہے جس کی لپیٹ میں فی زمانہ اکثریت آچکی ہے۔

نتیجہ: بغیر سمجھے محض رسمی تلاوت تک محدود رہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری زندگیاں قرآنی احکامات سے خالی ہیں اور لوگ دھڑا دھڑ قرآنی احکامات سے بے بہرہ ہی دنیا سے رخصت ہوتے جارہے ہیں۔نظریاتی، اخلاقی وعملی زوال کی دلدل میں مسلمان پھنس چکے ہیں۔اور شیطان نے ہمیں اس پر بہت مطمئن کر کے اپنا کام نکال لیا ہے۔

باقی وہ لوگ جوان پڑھ ہیں، جن میں سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں انکا معاملہ اللہ کی سپرد ہے۔بہرکیف انہیں بھی دوسرے مخلص اہل علم سے قرآنی تعلیمات سے آگاہی کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ خسارہ ابدی ہے۔تاہم تعلیم یافتہ لوگ محض رسمی تلاوت تک محدود رہ کر دنیا سے گئے تو انکا بہت سخت محاسبہ ہوگا۔

وہ روایت جس کو بنیاد بنا کر لوگ فہم قرآن سے دور ہو کر محض رسمی تلاوت پر مطمئن ہو گئے ہیں وہ یوں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسکے لئے ایک نیکی ہے، اور ایک نیکی کا اجر اس طرح کی دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔اور میں نہیں کہتا کہ 'الم' ایک حرف ہے۔ بلکہ 'الف' ایک حرف ہے، 'لام' ایک حرف ہے اور 'میم' ایک حرف ہے۔'' (جامع ترمذی)

اس ضمن میں پانچ باتیں نہایت قابل غور ہیں:

(۱)۔پہلی اہم بات

پہلی بات تو یہ ہے کہ (الم) حروف مقطعات میں سے ہے جس کا مطلب ہم جان ہی نہیں سکتے ،یعنی ہم اسکا معنی جاننے کے مکلّف ہی نہیں۔تو ایسی صورت حال میں محض تلاوت بھی فرمان رسول ﷺ کے مطابق ثواب کا باعث ہوگی۔لیکن وہ آیات جن کا معنی ہم جان سکتے ہیں، اسکے باوجود بھی بغیر سمجھے محض رسمی تلاوت تک محدود رہنا اور پوری زندگی قرآن پر قرآن ختم کرتے ہوئے بغیر سمجھے تلاوت کرتے ہی زندگی گزار دینا جبکہ

ہماری زندگیاں فہم قرآن سے ناواقفیت کی بنا قرآنی احکامات کے خلاف ہوں تو تلاوت ہمارے لئے کیسے مفید ہوگی۔؟ جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاءعلوم الدین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

''بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے (ایسے ہوتے ہیں کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں) حالانکہ قرآن ان پر لعنت کررہا ہوتا ہے۔''

اس روایت کی سند تو مستند نہیں لیکن اصولاً یہ بات بالکل درست ہے، جسکی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ جب انسان قرآن میں پڑھتا ہے (**الا لعنة الله علی الظالمین**)۔یعنی ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو، اور خود بھی ظلم پر کاربند ہوتا ہے، تو یقیناً تلاوت کے باوجود بھی وہ خود اس لعنت کی زد میں آجاتا ہے۔اسی طرح جب قرآن جھوٹوں پر لعنت کرتا ہے تو جھوٹ پر کاربند شخص، تلاوت کرنے کے باوجود اسکی زد میں آجائے گا۔اسی طرح شرک کے ارتکاب پر تلاوت کے باوجود بھی انسان شرک پر آنے والی وعیدوں سے بچ نہ سکے گا۔

معلوم ہوا کہ بات اس وقت تک نہ بنے گی جب تک ہم تلاوت کے ساتھ ساتھ اسکا فہم حاصل نہ کریں اور اسے تسلیم نہ کریں گے۔

باقی ہم تلاوت کی نفی نہیں کرتے تلاوت سے قلوب کو ضرور گرمائیں، لیکن ساتھ ساتھ فہم قرآن کی بھی فکر کریں، محض تلاوت ہی نہ کرتے جائیں تاکہ قرآن پڑھنے کا اصل مقصد حاصل ہوسکے۔

(۲)۔دوسری اہم بات

دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں جب تک تطبیق (دیگر دلائل کی روشنی میں اصل مقصود تک پہنچنا) نہ کی جائے، صحیح نتیجے تک پہنچا ممکن نہیں۔لہٰذا کسی ایک آیت یا حدیث سے حتمی رزلٹ نکالنے کی بجائے، اس ضمن میں دیگر دلائل بھی ضرور دیکھ لینے چاہئیں تاکہ صحیح نتیجہ اخذ کیا جاسکے۔بات کو سمجھنے کیلئے بطور تطبیق اس ضمن میں کچھ مزید فرامین رسول ﷺ پر بھی غور فرمالیں، شاید حقیقت کھل جائے:

(۱)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لم یفقه من قرا القرآن فی اقل من ثلاث))

(جامع ترمذی:2949،ابوداؤد:1394،سندہ صحیح)

''جو شخص تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرتا ہے تو وہ قرآن فہمی سے محروم رہتا ہے۔''

اسلئے تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔یعنی قرآن مجید کو اتنی تیزی سے پڑھنا کہ مفہوم سمجھ ہی نہ آسکے اسکی ممانعت ہے۔کم ازکم تین دن کی مدت اگرختم قرآن کو دی جائے تو ہی الفاظ کی تلاوت کے ساتھ ساتھ انہیں سمجھنا ممکن ہے۔

(۲)۔اسی تناظر میں نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا:

''قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمھارے دل اس پر متوجہ ہوں اور جب تمھارے خیالات منتشر ہو جائیں تو پھر اسے پڑھنا چھوڑ دو۔'' (متفق علیہ،مشکوٰۃ،کتاب فضائل القرآن)

دوران تلاوت دل کا الفاظ پر متوجہ ہونے کا تقاضا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ الفاظ کے ساتھ معنی پیش نظر رہے۔ ہمارے معاشرے میں حفظ قرآن کا مطلب بغیر سمجھے محض الفاظ کی مشق ہی لیا جاتا ہے، جبکہ حقیقت حال کچھ یوں ہے:

(۳)۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے قرآن پڑھا، اسے یاد (حفظ) کیا اور اسکے حلال کو حلال اور اسکے حرام کو حرام جانا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسکے اہل خانہ کے ان دس افراد کے بارے میں اسکی سفارش قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی۔''

(ترمذی:2905،ابن ماجہ:216،مشکوٰۃ،فضائل القرآن)

اس روایت کی سند ضعیف ہے تاہم یہ حدیث عموماً واعظین آدھی (صرف حفظ کرنے کی فضیلت تک) بیان کرتے ہیں۔جبکہ پوری حدیث سے اصل حقیقت سامنے آتی ہے کہ اگر الفاظ کے معانی ہی معلوم ہی نہ ہوں تو کیسے پتہ چلے گا کہ قرآن کے احکامات کیا ہیں،قرآن کا حلال کیا ہے اور حرام کیا، اور قرآن ہم سے کیا تقاضا کر رہا ہے........؟

(۴)۔اس بات کو ایک اور انداز میں نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے قرآن پڑھا اور اسکے مطابق عمل کیا تو روز قیامت اسکے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جسکی روشنی تمھارے دنیا کے گھروں میں چمکنے والے سوارج کی روشنی سے زیادہ اچھی ہوگی'' (مسند احمد:440/3،ابوداؤد:1453،مشکوٰۃ،فضائل القرآن)

قرآن پڑھ کر اس پر عمل کی نوبت تو اسی وقت آسکتی ہے جب اسکی سمجھ بھی آئے کہ وہ ہم سے کیا تقاضا کر رہا ہے.....؟

(۵)۔ ''رسول اللہ ﷺ نے ایک منافق کے بارے میں فرمایا:

''اسکی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن مجید مزے لے لے کر پڑھیں گے لیکن قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے باہر نکل جاتا ہے۔'' (بخاری،کتاب المغازی،رقم:4351)

دوسری طرف وہ روایات بھی موجود ہیں جن میں قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرنے کا کہا گیا ہے، لیکن مذکورہ روایات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ مزین کرنے کا فائدہ بھی تبھی ہوگا جب اسے سمجھ کر عمل پیرا ہوا جائے۔

(۶)۔رسول اللہ ﷺ نے بہت خوفناک پیشین گوئی یوں فرمائی:

((اکثر منافقی امتی قراوھا))۔''میری امت کے بیشتر منافقین قراء ہوں گے۔''

(مسند احمد، صحیح جامع الصغیر للبانی، حصہ اول، رقم:1214)

الحمدللہ اب مسلمانوں میں نظریاتی نفاق تو نہیں لیکن عملی کمزوری ہے۔۔اگر قرآن سمجھ کر پڑھا جائے تو ہی حقیقی اصلاح ممکن ہے۔

آخری بات!

اس ضمن آخری اہم بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کی تلاوت خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر، تفکر و تدبر کے بغیر نہ کرتے تھے۔ بات کو سمجھنے کیلئے درج ذیل روایت پر غور فرمائیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''راتوں میں سے ایک رات نبی کریم ﷺ فرمانے لگے،اے عائشہ مجھے چھوڑ دو۔میں اس رات اپنے رب کی بندگی کرنا چاہتا ہوں۔میں نے عرض کیا واللہ مجھے آپ ﷺ کی قربت بڑی عزیز ہے۔لیکن آپ کی خوشی بھی مجھے محبوب ہے۔فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوگئے،وضو کیا،نماز میں روتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی گود تر ہوگئی۔پھر فرماتی ہیں کہ روتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک بھی بھیگ گئی۔پھر روتے رہے،اتنا روئے کہ زمین بھی گیلی ہوگئی۔پھر (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) آگئے نماز کی اطلاع دینے کیلئے۔جب انہیں روتے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ،آپ کیوں روتے ہیں،اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب ذنب معاف فرما دیئے ہیں،تو جواب دیا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔آج رات مجھ پر ایسی آیت (آل عمران،آیت۔۱۹۰) نازل ہوئی ،افسوس اس پر جو اسے پڑھے لیکن اس پر غور وفکر نہ کرے۔!''

(صحیح ابن حبان،رقم:387:،اسنادہ صحیح علیٰ شرط مسلم)

امید ہے ایک حرف پر ''دس نیکیوں'' کے حوالے سے حقیقت حال واضح ہوچکی ہوگی۔باقی اگر کسی کا عقیدہ ہی خراب ہے،عقیدہ وعمل میں توحید کی جگہ شرک ہے، رسالت کی جگہ اندھی و جامد تقلید ہے اور سنت کی جگہ بدعت ہے تو پھر تلاوتِ قرآن کا ثواب اسکے کس کام آئے گا؟۔تاہم اگر محض ثواب ہی پیش نظر ہو تو،سمجھ کر تلاوت کا اجر بغیر سمجھے تلاوت کے ثواب سے کہیں بڑھ کر ہے:

(ا)۔''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس حال میں تشریف لائے کہ ہم صفہ میں تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ صبح بطحان کی طرف یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے بغیر کسی گناہ اور بغیر کسی قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لے آئے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سب یہ پسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے صبح کوئی مسجد کی طرف نہیں جاتا کہ وہ اللہ کی کتاب کی دو آیتیں خود سیکھے یا سکھائے یہ اسکے لئے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے

اور تین تین سے بہتر ہے اور چار چار سے بہتر ہے، اسطرح آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضائل قرآن)

قرآن مجید سیکھنے کی اتنی بڑی فضیلت کہ ایک آیت کو سمجھنا بڑے کوہان والی ایک اونٹنی سے بھی افضل ہے۔ یہاں سیکھنے سے مراد عربی میں قرآن پڑھنے کو سیکھنا مراد نہیں بلکہ آیات کو سمجھنا ہی ہے کیونکہ جن سے مخاطب ہوا جا رہا ہے عربی تو انکی اپنی زبان تھی۔

(۲)۔''حضرت ابوذرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تو صبح جا کر کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھے یہ تیرے لئے سو رکعت نماز سے بہتر ہے، اور تو صبح جا کر علم کا ایک باب سیکھے خواہ اس پر (اسی وقت) عمل کرے یا نہ کرے یہ تیرے لئے ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔'' (ابن ماجہ، رقم: 219)

فاتحہ کی ایک رکعت میں سات آیات ہیں۔ گویا ایک رکعت سمجھ کر پڑھنے سے صرف فاتحہ کی تلاوت کا سات سو رکعت بغیر سمجھے پڑھنے سے زیادہ اجر ہے۔

امید ہے تطبیق کی برکت سے حقیقت مکمل کھل چکی ہوگی۔ اللہ ہمیں حقیقت تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ہمیں چاہئے کہ کوئی بھی قرآن خوانی کی محفل ہو، وہاں تلاوت کے ساتھ ساتھ ایک دو رکوع کی تفسیر بھی ضرور بیان کرنی چاہئے تا کہ اصل مقصود حاصل ہو جائے۔

(۳)۔ تیسری اہم بات

تیسری سمجھنے والی سب سے اہم بات یہ ہے کہ نزول قرآن کا مقصد کیا ہے؟ قرآن کس لئے نازل کیا گیا؟ پروردگار نے انسانیت پر اپنی کتاب کے نزول کا مقصد یوں واضح فرمایا:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

(سورہ ص: 29)

''یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو نازل کی ہے ہم نے (اے نبی ﷺ) تمھاری طرف تا کہ وہ لوگ

اسکی آیات پر غور کریں اہل عقل وفکر اس سے نصیحت پکڑیں۔''

یعنی قرآن کے نزول کا مقصد ہی، اسکی آیات پر غور وفکر کرنا اور اس سے سبق حاصل کرنا ہے۔

بات کو یوں مزید واضح کیا گیا:

﴿بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ o ﴾(سورۃ النحل، آیت:44)

''بھیجا تھا انکو کھلی نشانیاں اور کتابیں دے کر۔ اور اتارا تم پر بھی ہم نے یہ ذکر کہ آپ کھول کھول کر بیان کردیں اسے انسانوں کے سامنے، وہ تعلیم جو نازل کی گئی ہے انکے لئے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

یہاں رب کریم نے یہ بات کھول کر بالکل واضح انداز سے بیان فرمادی ہے کہ قرآن کو نازل کرنے کا بنیادی مقصد اس پر غور وفکر کرنے اور سمجھنے کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ انسان کا دستور حیات ہے۔ اسی پر دیگر فوائد و برکات کا دارومدار ہے۔

جس طرح دنیا میں بننے والی پیچیدہ مشینوں کے صحیح استعمال کے لئے ان کے ساتھ ہدایت نامہ (Instructions/Guiding Manual) جاری کیا جاتا ہے۔ انسان کی مشین کائنات کی پیچیدہ ترین مشین ہے جسے اپنی سلامتی اور صحیح طور پر چلنے کے لیے ایسے ہدایت نامے کی ضرورت تھی جو جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے رہنمائی فراہم کرسکے۔ یہ ہدایت نامہ قرآن حکیم ہے اور نبی کریم ﷺ اس ہدایت نامے کی عملی تصویر ہیں۔

نزول قرآن کے مقصد کو پانے کیلئے، انسان کو یوں جھنجوڑا گیا:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا o ﴾(سورہ محمد، آیت:24)

''کیا وہ لوگ قرآن پر تدبر (گہرا غور وفکر) نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر قفل لگ چکے ہیں؟۔''

اتنی واضح تنبیہات کے باوجود بھی اگر کوئی نزول قرآن کے اصل مقصد یعنی اسے سمجھنے، اس پر عمل پیرا ہونے'' اسے ضابطہ حیات بنانے'' اور دوسرے لوگوں تک اس پیغام کو پہنچانے کی بجائے زندگی بغیر سمجھے سپارے پر

سپارے، قرآن پر قرآن ختم کرتے گزار دے تو وہ اپنے رب کو کیا منہ دکھائے گا؟۔ بات کو سمجھنے کیلئے تین مثالوں پرغور فرمائیں:

مثال۔۱: فرض کریں کوئی شخص کسی مقصد کو پانے کیلئے کوئی منصوبہ بنائے، اس ہدف کو پانے کیلئے وہ بہت خرچ کرے، بلڈنگ بنائے، لوگوں کو بھرتی کرے، آلات خریدے...... یہ سب چیزیں تو آ جائیں، اور تو بہت کچھ ہو رہا ہو لیکن جس مقصد کیلئے یہ سب کچھ کیا گیا تھا، وہ بیچ سے نکل جائے تو اس کے مالک پر کیا گزرے گی۔؟

مثال۔۲: فرض کریں، کسی جگہ پر کوئی اجنبی غیرِ زبان شخص لوگوں کو کسی بڑے خطرے سے چیخ چیخ کر آگاہ کرے، لوگ بجائے کسی اہل زبان سے اسکی بات کو سمجھنے کی فکر کرنے کے، اسکے الفاظ کو بغیر سمجھے رٹہ لگا کے اسی طرح دہرانا شروع کر دیں جس طرح وہ بول رہا تھا۔ تو اسکا نتیجہ کیا نکلے گا، کیا یہ عقلمندی ہو گی۔؟

مثال۔۳: کوئی شخص کسی غیر زبان بیرون ملک تعلیم کیلئے جائے۔ وہاں وہ سارا سال کلاسیں بھی لے، پرچہ میں بھی بیٹھے لیکن جب تک وہ اس زبان سے واقف نہیں ہو گا وہ پرچے میں کچھ بھی نہیں لکھ سکے گا۔ یوں کلاسیں لینے اور پرچہ میں حاضر ہونے باوجود بھی وہ فیل ہونے نہیں بچ سکے گا۔!

اللہ تعالیٰ ہمیں موت سے قبل فوراً حقیقت پر آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(4)۔ چوتھی اہم بات

اس ضمن میں اگلی اہم ترین بات یہ ہے کہ تلاوت کا وہ مطلب ہی نہیں جو ہم سمجھتے ہیں، یعنی بغیر سمجھے پڑھنا۔ تلاوت کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کیلئے، درج ذیل دلائل پرغور فرمائیں:

تلاوت' قرآن مجید کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ اس حوالے سے بھی مسلمان غلط فہمی کا شکار ہیں۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ تلاوت سے مراد محض الفاظ کی رسمی ادئیگی ہی ہے اور اس اصطلاح کا اطلاق قرآن فہمی پر نہیں ہوتا اسلئے محض تلاوت ہی پر اکتفا کر بیٹھتے ہیں۔ اہل عرب کیلئے معاملہ مختلف ہے چونکہ وہ اہل زبان ہیں ، وہ تلاوت کریں یا تدبر، وہ قرآن فہمی سے محروم نہیں ہوتے۔

بہرکیف حقیقت حال یہ ہے کہ 'تلاوت' کی اصطلاح الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی کے لئے بھی مستعمل ہے۔ تلاوت لغت کے اعتبار سے ((تلیٰ، یتلو)) کسی کے پیچھے پیچھے آنا، کسی کی پیروی کرنا ہے، جیسے سورج اور چاند کی بابت آیا:

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ο وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰـهَاο﴾(الشمس:2-1)

''قسم ہے سورج کی اور اسکی روشنی کی، اور چاند کی جب اسکے پیچھے آئے۔''

یہاں وہی لفظِ تلاوت پیروی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَο﴾

(آل عمران، آیت:93)

''ہر قسم کا کھانا تھا حلال بنی اسرائیل کیلئے مگر وہ جو حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر تورات کے نازل ہونے سے پہلے۔ فرما دیجئے لاؤ تورات اور اسکی تلاوت کرو اگر تم سچے ہو۔''

ایمان لانا یعنی ماننا اسی وقت جاتا ہے جب بات سمجھ آجائے۔ بغیر سمجھ بوجھ محض رسمی الفاظ کی مشق کو ماننا بے معنی ہے۔

(۴)۔ ﴿اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَο﴾(المومنون، آیت:105)

''(اہل جہنم سے کہا جائے گا) کیا ایسا نہیں تھا کہ تمھارے سامنے میری آیات تلاوت کی جاتی تھیں اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے؟''

اسی طرح مزید دیکھئے: نساء:۱۲۷، سورہ انعام آیت:۱۵۱، سورہ زمر، آیت: 71 اور سورہ نمل آیت:۹۲۔

ان دلائل سے قطعی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ تلاوت کا اطلاق محض رسمی الفاظی تک محدود نہیں بلکہ تلاوت کا اطلاق سمجھنے اور پیروی کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ صحابہؓ کے دور میں بغیر سمجھے قرآن کی تلاوت کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔ اہل عرب کیلئے معاملہ مختلف ہے، چونکہ وہ اہل زبان ہیں، وہ تلاوت کریں یا تدبر وہ

قرآن فہمی سے محروم نہیں ہوتے۔ یہ بات درج ذیل حدیث پاک سے بھی بالکل واضح ہو جاتی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((لم یفقه من قرااقرآن فی اقل من ثلاث))**

(جامع ترمذی: 2949، ابوداؤد: 1394، مشکوٰۃ، کتاب فضائل اقرآن، سندہ صحیح)

''جو شخص تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرتا ہے تو وہ قرآن فہمی سے محروم رہتا ہے۔''

اسلئے تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ یعنی قرآن مجید کو اتنی تیزی سے پڑھنا کہ مفہوم سمجھ ہی نہ آسکے۔ کم از کم تین دن کی مدت اگر ختم قرآن کو دی جائے تو ہی الفاظ کی تلاوت کے ساتھ ساتھ انہیں سمجھنا ممکن ہے۔

بلکہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ:

''قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمھارے دل اس پر متوجہ ہوں اور جب تمھارے خیالات منتشر ہو جائیں تو پھر اسے پڑھنا چھوڑ دو۔''

(متفق علیہ، مشکوٰۃ، کتاب فضائل القرآن)

بات ہر لحاظ سے کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔ مان جائیں گے تو دنیا و آخرت بن جائے گی ورنہ بوقت موت حسرت و افسوس، رونے دھونے سے بچنا مشکل ہو جائے گا۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)۔

اس حقیقت کے واضح ہونے کے بعد غیر عجمی ممالک کے گھروں اور مساجد میں بغیر تراجم قرآنی نسخے رکھنے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے۔؟

(2)۔ قرآن کو خود سمجھنے کا نتیجہ گمراہی

اگلا شیطانی وار یہ ہے کہ عام لوگ قرآن کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ اس کا ترجمہ پڑھنے سے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

یہ تو حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا مطالعہ جسقدر گہرا ہوگا اور جتنا زیادہ وقت دیا جائے گا اسی قدر فہم قرآن میں اضافہ ہوگا لیکن یہ بات غلط ہے کہ عام لوگ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ بنیادی و سطحی ہدائت کے اعتبار سے یہ کتاب آسان ہے۔ اگر قرآن سے رہنمائی کا حصول بہت مشکل ہوتا تو انسان کو اس سے رہنمائی لینے کا

پابند نہ کیا جاتا۔ یہ آسان ہے سوائے متشابہات کے اور انسان کو پابند کیا گیا ہے محکم آیات کا جن میں احکام نازل ہوئے ہیں اور یہ آسان ہیں۔ جبکہ متشابہات جن کو سمجھنا مشکل ہے انکی ٹوہ میں لگنے سے ویسے بھی منع فرمایا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ٥ ﴾ (آل عمران: آیت۔7)

''وہی ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی اس میں محکم آیات ہیں جو اس کتاب کی اصل (جڑ) ہیں اور دوسری آیات متشابہ ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی (ٹیڑھ) ہے وہ متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں تاکہ ان سے کوئی فتنہ پیدا کریں یا اپنے مطلب کی تاویل نکالیں حالانکہ کوئی نہیں جانتا ان کی حقیقی تاویل سوائے اللہ کے اور پختہ علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔''

اِسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((فاذا رأيتم الذين يتبعون ما تشابه منه، فاولئك الذين سمى الله، فاحذروهم)) (سُنن ابی داؤد ''کتاب السنہ'' حدیث نمبر 4598)

ترجمہ: ''جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں تو سمجھ لو یہ وہی لوگ ہیں جن کا نام اللہ جل جلالہ نے لیا ہے (کہ اُنکے دلوں میں کجی ہے) پس تم اُن سے بچتے رہنا۔''

محکم آیات: 'محکم' حکم سے ہے یعنی وہ آیات جن میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جن کا معنی اور مطلب واضح ہے۔ ان آیات سے انسان شک میں نہیں پڑتا۔ تفسیر ابن کثیر میں عبداللہ

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق محکم وہ آیات ہیں جن میں احکام: حلال وحرام، ممنوعات، حدیں اور اعمال کا بیان ہے۔ یہ آسان ہیں ان کو سمجھنے کے لیے لمبی چوڑی تعلیم یا 17 علوم کی ضرورت نہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی گہرائی میں اترنے کیلئے زیادہ علوم کی ضرورت ہے لیکن عمومی و بنیادی ہدائت کیلئے ایسی کوئی شرائط نہیں ورنہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت قرآن مجید سے مستفید ہونے سے محروم ہی رہتی۔

متشابہات: جن کے معنی واضح نہیں۔ ان کی مختلف تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔ کئی کئی معنی نکل سکتے ہیں جن کو سمجھنا مشکل ہے اِن میں سے اکثر عقل سے ماوراء ہیں۔ جمہور علماء ومفسرین کے نزدیک یہ آیات عالم غیب سے متعلق ہیں جیسے! اللہ جل جلالہ کی ذات وصفات، اُس کا ہاتھ، چہرہ، عرش، کرسی، فرشتے، عالم برزخ، جنت ودوزخ، حروف مقطعات اور قضاوقدر کے مسائل وغیرہ۔

قرآن مجید میں اہم چیزوں کو طرح طرح سے مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش تو ضرور کرنی پڑے گی۔ ہمارا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ لوگوں نے اپنے اپنے فرقے بچانے کے لیے جو کتابیں لکھی ہیں ان کی نسبت قرآن بہت آسان ہے۔

اللہ جل جلالہ نے سورۃ القمر میں چار مرتبہ تاکید کے ساتھ فرمایا!

﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ (القمر: آیت۔17,22,32,40)

''یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا''؟

غور فرمائیں: ایک ہی بات کو چار مرتبہ دہُرایا، پھر تحقیق کے ساتھ شک کا خاتمہ کردیا، پھر سوالیہ انداز اختیار کیا تاکہ بات سمجھ آجائے کہ عام لوگ اگر کوشش کریں تو اسے سمجھ سکتے ہیں؟

مزید تسلی کے لئے کچھ اور آیات ملاحظہ کریں:

☆ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ﴾

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں ٹیڑھ وکجی نہیں رکھی'' (سورۃ الکھف، آیت:1)

☆ ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ (سورۃ النحل، آیت:89)

''اور ہم نے آپ پر جو کتاب نازل کی ہے وہ ہر چیز کو صاف اور واضح بیان کرتی ہے اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمین (تسلیم کرنے والوں) کے لئے''

محترم ساتھیو! اللہ کی طرف سے اس وضاحت اور خوشخبری کے بعد آپ ہرگز نہ ڈریں، اللہ کی بات پر یقین کریں اور قرآن مجید کو ترجمہ کے ساتھ سمجھ کر پڑھنے کا عہد کریں۔ انشاءاللہ آپ گمراہ نہیں بلکہ ہدایت و کامیابی پائیں گے۔

باقی جہاں تک قرآن مجید سے گمراہی کا تعلق ہے تو اس سے نافرمان لوگ جو رب کی بات نہ ماننا چاہیں یا اپنا نقطہ نظر قرآن پر مسلط کرنا چاہیں صرف وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ﴾(البقرہ:2: آیت:26)

''وہ اس قرآن کی مثال کے ذریعے کئی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے گمراہ نہیں کرتا مگر فاسقوں کو''

امید ہے آپ کو بات سمجھ آچکی ہوگی اسلئے گھبرائیں نہیں۔ انشاءاللہ جو بھی قرآن وسنت کی طرف اخلاص کے ساتھ رجوع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نوازے گا اور جتنا زیادہ وقت دے گا، اسے سیکھے گا، سمجھنے کی سعی کرے گا اتنی ہی زیادہ اس پر نوازشیں ہوں گی۔

(3) اسے سمجھنا صرف علماء کا فرض ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن وسنت کو سمجھنا صرف علماء کا فرض ہے باقی لوگوں کو علماء کی ہی پیروی کرنی چاہئے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیا:

﴿وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۝﴾

(التوبہ، آیت:122)

’’اور یہ تو نہیں ہوسکتا کہ مومن سب کے سب نکل کھڑے ہوں، سوایسا کیوں نہ کیا گیا کہ ہر ایک جماعت سے چند اشخاص نکل جاتے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے اور جب یہ اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تا کہ وہ ڈر جاتے۔‘‘

وضاحت: مذکورہ آیت کریمہ کا تعلق دین کی گہری بصیرت کے حصول کے ساتھ ہے۔ یقیناً سب لوگ اس کے مکلّف نہیں بنائے گئے۔ کسی بستی یا علاقے سے کچھ لوگوں کے لئے تو ضروری ہے کہ وقف ہو کر دین سیکھیں پھر دوسروں تک پہنچائیں۔لیکن عوام سے بھی انکی اپنی حیثیت کے مطابق بالخصوص ضروری دین بشمول عقائد ونظریات سیکھنے اور دوسروں تک پہنچانے کا تقاضا کیا گیا ہے:

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾(التوبہ،آیت:71)

’’مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔‘‘

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾

(التوبہ،آیت:71)

’’اے اہل ایمان بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔‘‘

اسی طرح سورۃ العصر میں تمام نسل انسانی کیلئے خسارے سے بچنے کی چار بنیادی شرائط بتلائی گئی ہیں:

(۱) ایمان لانا، (۲) اعمال صالحہ پر عمل پیرا ہونا،

(۳) حق بات کی دوسروں کو وصیت کرنا (۴) صبر کی تلقین کرنا

خود علم ہوگا تو دوسروں تک بات پہنچائی جائے گی۔مندرجہ بالا تمام آیات کے مخاطب سب لوگ ہیں۔یعنی اپنی اپنی استعداد کے مطابق سب بات سمجھنے اور دوسروں تک پہنچانے کے مکلّف ہیں۔ہاں سب کیلئے دین فہمی کی گہری بصیرت کیلئے وقف ہونے کی ضرورت نہیں۔لیکن جب فرقہ واریت کے تناظر میں سچائی مفقود

ہو جائے تو ہم پھر سب پر کوشش ضروری ہو جاتی ہے۔

(4)۔کفار والی آیات مسلمانوں کے لئے بطور رہنمائی دلیل نہیں

ایک اور بہت طاقتور جال شیطان یہ سامنے لاتا ہے کہ قرآن مجید کی اکثر وعیدوں اور احکامات کے مخاطب کفار و مشرکین ہیں جن کا اطلاق مسلمانوں پر نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کریں، ان سے روگردانی کریں اور انھیں تسلیم نہ کریں انہیں کا فر قرار دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں کفار میں پائی جانے والی برائیوں کو واضح کیا گیا ہے، تا کہ جو اپنی اصلاح کرنا چاہے وہ کر سکے۔ نجاست نجاست ہی رہے گی خواہ کسی ٹھیکرے میں ہو یا ریشم میں لپیٹ دی جائے۔ جن عقائد وافعال پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر، کفار پر سخت وعیدیں نازل ہوئی ہیں وہی کام اگر کلمہ گو کرے تو کیا وہ مجرم قرار نہ پائے گا.....؟ قرآن پاک کا خطاب کفار مکہ کے ساتھ ساتھ پوری نسل انسانی کے لیے قیامت تک کے لیے ہے جس کی صداقت پروردگار نے خود یوں فرمائی۔

☆ ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ﴾

(الفرقان،آیت:1)

''نہایت ہی بابرکت ہے وہ اللہ جس نے یہ فرقان (حق اور باطل میں فرق کرنے والا مجموعہ)اپنے بندے پر اتارا تا کہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کردینے والا ہو۔''

☆ ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾(التکویر،آیت:27)

''یہ (قرآن) تو تمام جہاں والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے۔''

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کا واقعہ قرآن مجید میں بیان کرنے کے بعد اسے بیان کرنے کا مقصد بھی بیان فرمادیا تا کہ جوکوئی بھی اسے سنے وہ اس پر غور وفکر کر کے اپنی اصلاح کرے، ارشاد ہوا:

﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴾(الاعراف،آیت:176)

''سو اسکی مثال ہوگئی مانند کتے کی، اگر بوجھ لادو اس پر تب بھی زبان لٹکائے اور چھوڑ دو اسے

تب بھی زبان لٹکائے۔یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیات کو،سو بیان کرو انکے سامنے یہ قصہ(احوال) شاید(لوگ) غوروفکر کریں۔''

ان روشن آیات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن پاک کی تمام آیات خواہ وہ کفار ومشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہوں عبرت ونصیحت کے اعتبار سے وہ مسلمان اور کفار سب کے لیے ہیں۔ یہ غلط فہمی مکار ابلیس نے صرف اس لیے پیدا کی ہے تاکہ لوگ ناکام ہوکر دنیا سے چلے جائیں۔

بات کو سمجھنے کے لئے کئی آیات میں سے صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے جو خالصتاً کفار کے حق میں نازل ہوئی،اور سب مسلمان اسے اپنی تقاریر کی بنیاد بناتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو فرمایا:

﴿ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ﴾

(آل عمران۔آیت:31)

''(اے نبی ﷺ) فرمادیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا''۔

<u>شان نزول</u>: یہ آیت کریمہ یہود ونصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جسکے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کے زبانی دعویٰ محبت کو آپ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا۔اس سے اگلی آیت میں بات کو مزید واضح کیا گیا چنانچہ فرمایا:

﴿قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴾

''اے نبی ﷺ انکو فرماؤ اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا''(آل عمران۔آیت:32)

اس آیت سے جو واضح مطلب نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کرے وہ کافر ہے،اللہ ہم سب کو معاف فرمائے اور ہماری حفاظت فرمائے۔اکثر مسلمان مذکورہ آیت کریمہ کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کے لئے پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ خالص کفار کے حق میں نازل ہوئی۔اگر اس آیت کریمہ کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے تو پھر باقی آیات کو کیوں نہیں بنیاد بنایا جاسکتا۔؟

نوٹ: قابل غور بات یہ ہے کہ(صحیح بُخاری ''کتابُ الاعتصام'' حدیث نمبر 3456) کے تحت آنخضور ﷺ یہ خوفناک پیشگی خبر دے چکے ہیں کہ سابقہ اقوام بالخصوص یہود ونصاریٰ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں امت مسلمہ

میں بھی پائی جائیں گی۔اسکے تحت قرآن کی ساری آیات بطور نصیحت تمام مسلمانوں کے لئے ناگزیر ہیں۔اُمید ہے مذکورہ حوالے سے آپ بات سمجھ چکے ہوں گے کہ قرآن مجید کی وعیدیں ہم سب کی ہدایت کے لئے ہیں۔

(5)۔دین کی بنیادیں قرآن پر استوار نہ کرنا

قرآن کی راہ میں مذکورہ تمام جالوں کے ڈالنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کسی طرح فہم قرآن سے نابلد رہ کر دنیا سے چلا جائے۔لہٰذا پیارے بھائیو! یہ بات ذہن میں رکھیں کہ:

دین: عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشرت اور عقائد و نظریات (توحید، شرک، رسالت، تقلید، سنت، بدعت) پر مشتمل ہے جسکی اولین بنیاد قرآن حکیم ہے۔جسکا عملی نمونہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔شیطانی تزین یہ ہے کہ دین کی بنیاد قرآن حکیم پر نہ رکھی جائے بلکہ الگ الگ پگڈنڈیاں اور ٹیڑھے راستے بنا کر انہیں صراط مستقیم قرار دیا جائے۔جبکہ پروردگار نے خبردار کیا:

﴿اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ﴾(بنی اسرائیل:9)

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کریں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔''

جب اہل یہود اور مشرکین نے اپنے دین کے اندر بے بنیاد پگڈنڈیاں نکالیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بنیادی دین کو اولین ترجیح کے ساتھ شرک سے بچنے اور اخلاقی تعلیمات پر مبنی دس بڑے احکام دے کر شیطانی تزین سے بچا کر یوں خبردار کیا:

﴿وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ ﴾(انعام:153:6)

''اور یقیناً یہ (قرآن) کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے پس اسی کی پیروی کرو، اور اسکے برعکس مت پیروی کرو دیگر راستوں کی (اگر تم نے ایسا کیا) تو تم سیدھے راستے سے کٹ جاؤ گے۔یہ ہے وہ چیز جسکی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں تا کہ تم بچ جاؤ۔''

لیکن افسوس کہ شیطان نے ہمارے لئے ان تنبیہات کو بہت ہلکا کر دیا ہے، ہمارے اوپر انکا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔!

بلکہ اس سے بڑھ کر بہت شدید سطح پا جا کر بھی خبردار کر دیا:

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى o قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا o قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى﴾

(سورہ طٰہٰ:126-124)

''اور جس نے منہ پھیرا میرے ذکر (قرآن مجید) سے تو اسکے لیے زندگی کا جامہ تنگ کر دیا جائے گا اور ہم (اٹھائیں گے) قیامت کے دن اسے اندھا کر کے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے اندھا کر کے، میں تو (پہلے بالکل) بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے! اسی طرح آئیں تھیں تیرے پاس میری آیات سو تو نے انھیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھے فرامو ش کر دیا جائے گا''

یہ راستہ امت کی اکثریت نے چھوڑ جانا تھا جسکی شکایت بروز قیامت اللہ کے رسول ﷺ یوں کریں گے:

﴿ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا o﴾ (الفرقان:30)

''اور عرض کریں گے رسول، اے میرے رب یقیناً میری امت نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔''

لیکن افسوس کہ ہمارے کان پر جوں نہیں رینگتی، ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ بات سمجھ جائیں ورنہ بوقت موت طوطے اڑ جانے ہیں، اس وقت روئیں گے چیخیں گے کہ کاش کوئی بتلا دیتا، لیکن اس وقت پچھتانے کا کیا فائدہ۔! بچ جائیں اور قرآن حکیم کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔ اپنی اربوں سال سے طویل اخروی زندگی بچانے کیلئے بھرپور کوشش کریں۔ روزانہ کی بنیاد پر ایک صفحہ، ایک رکوع ضرور سمجھ کر پڑھیں۔ ضرورت پڑھنے پر صرف مخلص اہل علم سے استفادہ کریں۔ یاد رکھیں قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھنے کیلئے علم سے زیادہ اخلاص کی ضرورت ہے۔

(6)۔تفسیر بالرائے کا خوف

تفسیر بالرائے کا خوف بھی فہم قرآن سے دور کرنے کا باعث بنتا ہے،اس ضمن میں آپ ﷺ کی طرف منسوب ایک درج ذیل روایت کا غلط مفہوم وجہ بنتا ہے:

''جس نے قرآن کے معاملے میں علم کے بغیر بات کی وہ بھی قیامت کے روز آگ کی لگام میں جکڑا ہوا آئے گا۔'' (ابو یعلیٰ)

یہ حدیث سنتے ہی لوگ ڈر کر قرآن فہمی سے دور ہو جاتے ہیں، لہٰذا اس حدیث پاک کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت ہے، کیونکہ قرآن نے ہر کسی کو قرآن پر تدبر و تذکر کی تلقین کی ہے۔

مذکورہ حدیث پاک کا اطلاق درج ذیل باتوں پر نہیں ہوتا:

(۱)۔آیات کے اپنے معنی و مفہوم پر (۲)۔تفسیر بالقرآن پر، (۳)۔تفسیر بالحدیث پر ، (۴)۔محکمات جن کا مطلب واضح ہے،

اس وعید کا اطلاق: اپنے خود ساختہ نظریات، مسلک پرستی، فرقہ واریت کی بنا پر آیات کے معنی کو پھیرنے، غلط تاویل و تحریف کرنے، قرآن کے منہ میں لقمہ ڈالنے اور غلط معنی بیان کرنے پر ہوتا ہے۔تطبیق کی روشنی میں دیگر آیات اور زیادہ مستند، درجہ اول کی احادیث میں جو وعیدیں فہم قرآن سے دور رہنے پر ہیں انکی شدت مذکورہ روایت سے کہیں بڑھ کر ہے۔لہٰذا مخلص اہل ایمان کو ہرگز ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ڈریں تو وہ جو اپنا فرقہ بچانے کیلئے اللہ کی بات کو غلط رنگ دیتے ہیں۔

کون سی تفسیر پڑھی جائے؟

اب اصل سمجھنے والی بات یہی ہے کہ کون سی تفسیر پڑھی جائے؟ اگر ہم اپنے پروردگار سے رہنمائی لیں تو وہ فرماتا ہے:

﴿وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

''اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جس کو ہم نے اپنے علم کامل سے

بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے، وہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے (یعنی جو اللہ کی بات کو من وعن تسلیم کر گئے)۔'' (الاعراف، آیت:52)

انتباہ! اکثر مفسرین نے اپنے اپنے مکاتب فکر بچانے کیلئے قرآنی احکامات کے ساتھ بہت ناانصافی کی ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا خدا بننے کے مترادف ہے۔

اگر آپ واقعتاً پکڑ سے بچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے بغیر تفسیر کے کوئی سا آسان ترجمہ دو تین دفعہ پڑھیں۔ قرآن چونکہ خود اپنی تفسیر کرتا ہے اسلئے اکثر چیزیں دوران ترجمہ ہی مختلف مقامات پر واضح ہو جائیں گی۔ پیارے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً باہم اور دوسروں کو بطور دعوت براہ راست قرآنی آیات ہی پڑھ کر سناتے تھے۔ پھر بھی اگر وضاحت درکار ہو تو بخاری شریف اور ترمذی شریف سے کتاب التفسیر پڑھیں۔ اسکے باوجود بھی تفسیر پڑھنے کی ضرورت محسوس ہو تو یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ غیر نبی بڑے سے بڑا عالم بھی خطاء سے پاک نہیں۔ اسے غلطی لگ سکتی ہے، اسلئے مفسرین کی رائے کو حتمی نہ سمجھا جائے بلکہ آیات کے معنی ومفہوم کے قریب رہا جائے۔ تھوڑا سا وقت نکال کر کچھ بنیادی عربی بھی سیکھ لیں تا کہ قرآن کی زبان سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ انشاءاللہ قرآن سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

اہم بات: آخری اہم بات یہ ہے کہ عجمی ممالک میں لوگوں کے گھروں اور مساجد میں بغیر ترجمے والے قرآنی نسخوں کی جگہ ترجمے والے قرآن ہونے چاہئیں تا کہ لوگوں کی نجات کا ذریعہ بن سکیں۔!

ایک اور وسوسہ:

اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم عجمی ہیں عربی نہیں جانتے اسلئے ہم اسے کیسے سمجھیں یا یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے لئے سمجھنا ضروری نہیں۔ اس ضمن میں چند قابل غور باتیں ملاحظہ کریں:

(i)۔ ہم جس کام کو ضروری سمجھتے ہیں اسے سیکھ جاتے ہیں، جیسے بڑے بڑے مشکل ہنر سیکھ جاتے ہیں، بی اے، ایم اے ڈاکٹریٹ کر جاتے ہیں اور تعلیم کی راہ میں آنے والے مشکل سے مشکل مضامین فزکس، کیمسٹری، ریاضی، انگلش سیکھ کر ان کے امتحانات پاس کر جاتے ہیں اور ان میں مہارت حاصل کر جاتے ہیں۔ اسلئے کہ ان چیزوں کی ہم اپنی زندگی میں ضرورت محسوس کرتے ہیں، ہمیں

معلوم ہے کہ ان چیزوں کے حصول کے بغیر ہم دنیا کی زندگی میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلئے ہم زندگی کے یہ چند روز سکون سے گزارنے کے لئے پیسے خرچ کر کے، دور دراز کا سفر کر کے حتیٰ کہ بیرونی ممالک کا سفر اختیار کر کے بھی یہ چیزیں سیکھتے ہیں۔ اسکے برعکس وہ کتاب جس پر ہماری چند روزہ فانی دنیا کی زندگی اور دائمی آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اسے سیکھنا اور سمجھنا مقصد ہی نہیں بناتے حالانکہ ہمارے خالق و مالک نے کتنی شدومد سے اسکے سیکھنے اور زندگی کا مقصد بنانے کا تکرار کے ساتھ حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اگر ہمیں شیطان غافل نہ کرتا اور ہم اسے سب سے زیادہ ضروری سمجھتے تو باقی کتابوں کی طرح اسے بھی سیکھ جاتے۔ افسوس کہ اگر اس طرح ہم دنیا سے رخصت ہو گئے تو اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اے انسان اگر تجھے یہ بات سمجھ آ گئی ہے تو پھر جلدی کر، آگے بڑھ، سابقہ کوتاہیوں پر نادم ہو اور اس کتاب کو سمجھنا اپنا اوّلین مقصد بنا۔ اللہ تجھے کامیاب کرے۔ (آمین)

(ii)۔ اگر آپ کا بہت قریبی دوست آپ کو خط بھیجے جس میں آپکے کے لئے بہت اہم معلومات ہوں، اگر آپ اسے پڑھنا نہ جانتے ہوں یا کسی اور زبان میں ہو تو آپ فوراً ایسے لوگوں کی طرف رخ کریں گے جو آپ کو پڑھ کر سنائیں کہ آپ کے دوست نے آپ کے لئے کیا پیغام بھیجا ہے اور آپ کو اس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک آپ جان نہ جائیں کہ آپ کے دوست نے کیا لکھا ہے۔ یاد رکھیں آپ کے خالق نے آپ کے نام بہت اہم پیغام بھیجا ہے اور اسے سمجھنے کی تاکید کی ہے اسکے باوجود ہم غافل ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا ہمارے اس فعل سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا؟

(iii)۔ ہر زبان میں انسانیت کے نام اس آخری پیغام کا ترجمہ ہو چکا ہے جسے ہم آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں اور اللہ کے پیغام کو سمجھ سکتے ہیں۔ کم از کم اتنا کام بھی اگر ہم نہ کریں تو پھر ہم اللہ کی بارگاہ میں کیسے سرخرو ہوں گے۔ اللہ کو کیا جواب دیں گے؟۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

☆ **اللہ کی تائید کا ظہور:**

''ابھی جب میں پارک میں بیٹھا اپنے بھائی محمد آصف کی موجودگی میں اس تحریر کی مذکورہ سطور لکھ رہا تھا تو ایک نوجوان ہاتھ میں موبائل پکڑے ہوئے بھائی آصف کے پاس گیا اس سے سلام لینے کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے دوست نے مجھے کوئی پیغام (Message) بھیجا ہے جو میں پڑھ نہیں سکتا برائے مہربانی مجھے پڑھ کر سنائیں کہ اس نے کیا لکھا ہے''

یہ واقعہ محض اتفاق نہیں لگتا کیونکہ اس جگہ میرے ساتھ کئی سالوں میں ایسا پہلی دفعہ ہوا اور عین اسی وقت ہوا جب مذکورہ سطور تحریر ہو رہی تھیں۔ لگتا یہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بات کی تصدیق کے لئے اپنی نشانی ظاہر کی ہے۔ (واللہ اعلم)

(Date:25/04/2010, Time : 11:23 am, I-10/2 Islamabad)

بات ہی ختم کردی گئی!

اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ بات راسخ کرنے کے لیے کہ اسکی نجات تعلیمات وحی کی پیروی میں ہے طرح طرح سے آیات نازل فرمائی ہیں۔ لیکن ایک مقام پر بات کو اس طرح واضح کردیا گیا ہے کہ ظالم شیطان کے لیے رخنہ اندازی کے سارے راستے بند کردیے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ وَ اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ﴾ (سبا، آیت:50)

''(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیں کہ اگر میں راستے سے ہٹ گیا ہوں تو اسکا وبال مجھ پر ہی ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس کی وجہ وہ وحی ہے جو میرا رب مجھ پر کرتا ہے بے شک وہ بڑا سننے والا اور بہت ہی قریب ہے''

آنحضور ﷺ سے یہ اعلان کروا کر کہ میری ہدایت کی وجہ بھی وحی کی تعلیمات کو اپنانا ہے بات ہی ختم کردی گئی ہے۔ کیا حضور ﷺ سے بڑھ کر بھی کوئی اس دنیا میں ہوگا جو اس قرآن کو معیار بنائے بغیر ہدایت پر رہ سکے؟۔ کیا یہ بات جان لینے کے باوجود بھی ہم شیطان کے وسوسوں کا شکار ہوں گے...............؟

یاد رکھیں!

ابلیس کو قرآن کی رسمی تلاوت، اسے تاک میں سجانے، اسے چومنے سے بڑا مسئلہ نہیں بلکہ اسکی اصل پریشانی قرآن حکیم کو سمجھنے، قرآن کی بات کو تسلیم کرنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں ہے۔لہٰذا دشمن کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی فکر کریں۔تاہم قانون کے دائرے میں ادب واحترام کی اپنی اہمیت ہے جسے ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

✡✡✡✡✡

باب ۴

موجودہ تفاسیر سے محتاط رہنے کی ضرورت

نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات عیاں کرنی پڑ رہی ہے کہ قرآن مجید کی اکثر موجودہ دور کی تفاسیر اور کچھ سابقہ ادوار میں کی گئی تفاسیر میں اللہ ورسول ﷺ کی بات تسلیم کرنے کی بجائے، اپنے آپ کو قرآنی احکامات کے مطابق تبدیل کرنے کی بجائے لوگوں نے اپنے اپنے مسالک اور فرقوں کے تحفظ کے لئے اپنا نقطہ نظر قرآن مجید پر مسلط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے خود ساختہ نظریات کے تحفظ کے لئے ضعیف احادیث، واقعات اور من پسند اقوال کا سہارا لیتے ہوئے آیات کی غلط تاویلیں کی گئی ہیں اور اللہ کی بات کا مطلب بدل دیا گیا ہے۔ ایسا کرنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ اسلئے ہم قارئین کو متنبعہ کرتے ہیں کہ اگر آپ اللہ ورسول ﷺ کے ساتھ مخلص ہیں تو تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے عقل وبصیرت سے کام لیں۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ جنہوں نے زندگی کا آخری حصہ قرآن فہمی میں گزارا انہوں نے بھی اس خطرے کو محسوس کر لیا تھا، چنانچہ آپ نے فرمایا:

احکام تیرے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے بنا سکتے ہیں قرآن کو پازند

پازند: پارسی مذہب کی کتاب

اسی طرح مشہور سائنسدان اور مذہبی رہنما سلطان بشیر الدین محمود صاحب (ستارہ امتیاز) نے اپنی کتاب میں بڑے سخت الفاظ میں اس جرم کی نشاندہی یوں کی:

''قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے دوسری اہم بات یہ ہے کہ مولا کریم کا شریک بننے سے ہر صورت میں بچا جائے۔ ایسا قاری قرآن پاک میں اپنے رب کی حکمت کی بجائے

اپنے ذہن کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے کئی علماء اور مفسرین اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ وہ اپنے گھڑے ہوئے مفروضوں کو قرآن پاک کی آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کلام اللہ کی بجائے وہ قرآن پاک کی آیات کے ذریعے اپنی سوچوں اور عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ طریقہ نہ صرف انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے بلکہ بہت خطرناک ہے۔ جو آدمی قرآن پاک پر جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے جہنم کی آگ ہے (اعوذ باللہ)''۔ (قرآن ایک سائنسی معجزہ)

دانستہ طور پر قرآن کریم کا غلط مفہوم بیان کرنا اتنا بڑا جرم ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ کی منشاء کو دانستہ طور پر معمولی سا بھی تبدیل کرنا لاکھوں وولٹ برقی کرنٹ کی ننگی تار کو چھونے کے مترادف ہے۔ لیکن افسوس کہ اپنے اپنے پسندیدہ مسالک، نظریات و اکابرین کے تحفظ میں مفسرین نے امت مسلمہ پر یہ ظلم ڈھایا ہے۔ یہ وہ جرم ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی صورت برداشت نہیں کرتا اور ایسا کرنے والوں کی ہدایت سلب فرما لیتا ہے اور ان پر گمراہی اور گندگی مسلط کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں پر قرآن کی تکذیب اور اس سے غفلت برتنے کا الزام عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرناک جرم سے محفوظ فرمائے (آمین)۔ بطور عبرت چند آیات ملاحظہ کریں:

☆ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ يَّأْتِيٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾

(سورہ حم السجدہ، آیت:40)

ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو ہماری آیات میں تحریف کرتے ہیں (اصل معنی سے ہٹاتے ہیں) وہ ہم سے مخفی نہیں، بھلا جو شخص آگ میں ڈالا جانے والا ہے اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آنے والا ہے؟ تم جو چاہو کرو (لیکن یاد رکھو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے یقیناً دیکھنے والا ہے''۔

☆ ﴿وَ الَّذِیۡنَ سَعَوۡ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ لَھُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ٥ ﴾(سورہ سبا، آیت:5)

''اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہمیں ہرانے کی کوشش کی انکے لئے عذاب ہے دردناک عذاب میں سے۔''

☆ ﴿ وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡا فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ٥ ﴾ (سورہ حج، آیت:51)

''اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہمیں عاجز کرنے کی کوشش کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو اہل دوزخ ہیں۔''

خدا کی پناہ!

کہ انسان ایسے خطرناک جرم کا ارتکاب کرے....... افسوس کہ مسلمان اپنے اپنے پسندیدہ فرقوں اور اکابرین کے تحفظ میں ایسا کررہے ہیں۔ اللہ ہمیں موت سے پہلے پہلے توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی تعلیمات کو خوشدلی سے کما حقہ تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

یہی وہ جرم ہے جسکے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ خود انسان کی ہدائت سلب کرتے ہوئے اسے گمراہ کردیتا ہے، پھر انسان گمراہی کو ہدائت سمجھتا ہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

☆ ﴿ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡا بِھَا وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ لَا یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الۡغَیِّ یَتَّخِذُوۡہُ سَبِیۡلًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا عَنۡھَا غٰفِلِیۡنَ٥ ﴾ (سورۃ الاعراف، آیت:146)

ترجمہ: ''میں ایسے لوگوں کو اپنے احکامات سے محروم ہی رکھوں گا جو دنیا میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ ساری نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا راستہ بنالیں۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت برتتے رہے''۔

ایک اور انداز میں یوں تنبیہ فرمائی:

☆ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾

(سورة البقرہ،آیت:160- 159)

ترجمہ: ''جولوگ ہماری نازل کردہ دلیلوں اور ہدایات کو چھپاتے ہیں باوجوداسکے کہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی اور تمام لعنت بھیجنے والوں کی لعنت ہے۔مگر وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور (اللہ کی ہدایت کو) واضح بیان کردیں تو ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کرلیتا ہوں اور میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں''

یہ آیت کریمہ بطور خاص آنحضور ﷺ کے فضائل وخصائص چھپانے کی بنا پر یہود ونصاریٰ کیلئے نازل ہوئی۔ کیا اپنے فرقوں اور خودساختہ نظریات کے تحفظ کے لئے آیات الٰہی کی غلط تاویلیں کرنا اللہ کی ہدایت کو چھپانے کے مترادف نہیں؟ اللہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔سابقہ امتوں کے علماء بھی جب اپنے نظریات تعلیمات الٰہی کے متصادم دیکھتے تو غلط تاویلات سے حق اور باطل کو ملاتے تاکہ لوگوں کو صحیح بات سمجھ ہی نہ آسکے یا حق بات کو چھپالیتے جسکا تذکرہ رب العلمین نے یوں کیا:

﴿ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾(البقرہ-آیت:42)

ترجمہ:''اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ حق کو چھپاؤ اور تم جانتے بھی ہو''

آنحضور ﷺ نے اپنی امت کے متعلق بھی ایسے ہی خدشات کا اظہار فرمایا ہے۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

﴿ لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر و ذراعاً بذراع حتىٰ لو سلكوا جحر ضب لسلكتموه قلنا يا رسول الله اليهود والنصارى؟ قال فمن؟ ﴾

(بخاری ''کتاب الاعتصام'' حدیث نمبر 3456، مسلم ''کتاب العلم'' حدیث نمبر 6781)

ترجمہ: ''یقیناً تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں کے پیچھے چل پڑو گے جس طرح بالشت، بالشت کے ساتھ اور ہاتھ، ہاتھ کے ساتھ (برابر ہوتا ہے) حتیٰ کہ اگر پہلے لوگوں نے کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہونے کا (بے ہودہ اور فضول) کام کیا تو تم بھی اُن کے پیچھے چلو گے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اُن پہلے لوگوں سے مراد کیا یہودی اور نصرانی (عیسائی) ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: '' (اگر وہ مراد نہیں) تو اور کون مراد ہیں۔۔ ؟ ''

آنحضور ﷺ کی سخت وعید:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

ترجمہ: 'جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا (یعنی جھوٹی حدیث بیان کی) وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔'' (صحیح مُسلم ''المقدمہ'' حدیث نمبر 1 ، صحیح بُخاری ''کتابُ العلم'' حدیث نمبر 106)

اور جو لوگ اپنا مکتب فکر بچانے کے لیے جان بوجھ کر قرآن مجید کی غلط تشریح کرتے ہیں انکا کیا بنے گا۔ بطور عبرت رب کا فرمان ملاحظہ کریں:

☆ ﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ (سورۃ الزمر، آیت: 60)

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن انکے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں؟''

☆ ﴿اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ (سورۃ المومن، آیت: 35)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اسکے کہ انکے پاس کوئی دلیل

آئی ہو، انکا جھگڑا اللہ کے نزدیک اور اہل ایمان کے نزدیک سخت غصہ دلانے والا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر و جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((المراء فی القرآن کفرا)) (مسند احمد: 286/2، مشکوٰۃ کتاب العلم، اسنادہ حسن)

''قرآن کے بارے میں اختلاف و جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

تکبر کی تعریف بھی آنحضور ﷺ کی زبانی سن لیں آپ ﷺ نے فرمایا: ((الکبر بطر الحق و غمط الناس))، ((تکبر سے مراد، حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے))۔ [صحیح مُسلم ''کتابُ الایمان'']

مرضی آپکی!

مذکورہ انتہائی حساس معاملے کے متعلق ضروری معلومات آپکی بہتری کے لئے پیش کر دی گئی ہیں اب مرضی آپکی ہے، اس زندگی میں آپ آزاد ہیں، چاہے تو ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے محتاط رویہ اپنائیں یا غفلت اور بے احتیاطی کا مظاہرہ کریں ایک دن نتیجہ ضرور نکلے گا۔ وہ لوگ جن سے نادانستہ طور پر ایسا ہوا انکے لئے انشاءاللہ معافی ہے۔

باب ۵

قرآن مجید سے استفادہ کیسے کیا جائے؟

قرآن مجید کے متعلق مذکورہ انتہائی اہم معلومات سے آگاہی کے بعد سب سے اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب سے استفادہ کیسے کیا جائے؟ اسے کس طرح سمجھا جائے؟ اور اسے سمجھنے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہئیں، اسے روزانہ کتنا پڑھا جائے؟

اس کتاب کو اپنی زندگی میں لانے کے لئے درج ذیل اقدامات کیئے جائیں۔

(1) اسے سمجھنا اپنی زندگی کا اہم ترین ہدف (Target) بنالیں اور اسے پہلی ترجیح پر لے آئیں۔

(2) اسے سمجھنے کا مصمم ارادہ کریں اور اپنے اس ارادے کو فیصلے میں تبدیل کریں کیونکہ جس چیز کا انسان فیصلہ کرلے اسے حاصل کرنے کی تگ ودو کرتا ہے اور وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے جس کی کئی مثالیں ہم اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھ سکتے ہیں۔

(3) اس کام میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کریں بالخصوص ہر نماز کے بعد کیونکہ یہ کام آپ کو شیطان کسی صورت نہیں کرنے دے گا۔

(4) مختلف لوگ عربی کورس کراتے ہیں، کم ازکم بنیادی عربی گرائمر اور کثرت سے استعمال ہونے والے صیغے سیکھ لیں جو کہ بہت آسان ہیں۔ ہمارے پاس بہت آسان عربی کورس ہے جو فی سبیل اللہ ہے۔ خواہش مند حضرات ہم سے بھی رابطہ کرسکتے ہیں۔

(5) کوئی سا آسان ترجمہ لے کر صبح وشام جتنا وقت ملے غور وفکر شروع کردیں۔ کوشش کریں کہ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے پہلے کم ازکم تین مرتبہ پورا قرآن ترجمہ سے پڑھ لیں۔ بنیادی ضروری ہدایت بہت آسان ہے جسے قرآن مجید میں طرح طرح کی مثالوں اور مختلف الفاظ سے بار بار دھرایا گیا ہے، جو آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔ محکم آیات آسان ہیں اور یہی قرآن کا اصل

ہیں اسکے برعکس متشابہات آیات جن کو سمجھنا مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے پیچھے پڑ کر انکی تاویلات سے منع فرمایا ہے۔ تفصیل دیکھئے صفحہ پر۔

(6) ایسے لوگ جو مسالک اور فرقوں سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا کے لئے درس قرآن کرتے ہوں، ایسے پروگراموں میں شرکت کی جائے۔

(7) اسے سیکھنے کے لئے کمپیوٹر CD وغیرہ سے مدد لی جائے۔

(8) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق:

ان کا شوق قرآن کو حفظ کرنا، اسکی تلاوت کرنا، اسکے احکام کو سمجھنا، اسکے اوامر کو نافذ کرنا اور اسکے احکام کی موافقت کرنا تھا۔ وہ قرآن کریم کو سیکھنے اور سمجھنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے کم سے کم وقت میں قرآن مجید ختم کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ ابن ماجہ (کتاب اقامۃ الصلوٰۃ) کی روایت کے مطابق حضرت اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام سات دن میں قرآن کریم ختم کرلیا کرتے تھے۔ آج ہم اپنا تعلق قرآن مجید سے دیکھتے ہیں تو شرمندگی سے سر جھک جاتا ہے۔ کہاں ہفتہ یا مہینے ہم تو سالوں میں بھی وہ کام نہیں کر سکتے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ہفتہ میں کرلیا کرتے تھے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ایک ماہ میں اسے مکمل کرلیں یا جتنا آسانی سے ہم کرسکیں لیکن تین دن سے کم وقت میں قرآن مجید ختم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آئیں اس حقیقت سے آگہی پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ وقت قرآن مجید کو دینے کا پختہ عزم کریں۔

قرآن مجید سے مستفید ہوتے ہوئے تصور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا ہے، انسان کی جملہ خرابیوں کو وہ اچھی طرح سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں انسان میں پیدا ہونے والی جملہ خرابیوں کو بیان کیا ہے اور ان سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے رہنمائی فرمائی ہے۔ ہمیں قرآن مجید پڑھتے ہوئے اس نیت سے پڑھنا چاہئے کہ ہم ایسے آئینے کے سامنے بیٹھے ہیں جو ہماری ظاہری اور باطنی خرابیوں کو واضح کر رہا ہے۔ ہم اپنی خرابیوں کا سراغ لگائیں اور پہچان ہو جانے پر انہیں ایک ایک کر کے ترک کرتے جائیں۔ اور اپنے آپ کو سنوارنے کے لئے نمونہ

(Model) ہمیشہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو بنائیں ۔ اگر ہم اپنے آپ کو اس آئینے کے سامنے لائیں گے تو ہمیں اپنی خرابیاں نظر آئیں گی ۔ اگر ہم اس میں اپنے آپ کو دیکھیں گے نہیں تو ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہم صحیح ہیں یا غلط؟

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

ہر مسلمان پر قرآن مجید کے پانچ حقوق عائد ہوتے ہیں جنہیں پورا کرنا از حد ضروری ہے۔

(1) اس کتاب پر ایمان لائے یعنی اسے اللہ کی آخری کتاب تسلیم کرے۔

(2) اس کی تلاوت کرے۔ (3) اسے سمجھے

(4) اس پر عمل کرے۔ (5) اسے دوسروں تک پہنچائے۔

✡✡✡✡✡

باب ٦

متفرق معلومات

اس باب میں قرآن مجید کے متعلق چند اہم معلومات پیش خدمت ہیں جن سے آگاہی ہم سب کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

ایک اہم معاملے میں راہ اعتدال

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب تک کسی رہبر کے پاس نہ جائیں ہدایت نہیں مل سکتی چاہے قرآن کی پیروی ہی کیوں نہ کی جائے جبکہ بعض لوگوں کا موقف اسکے بالکل خلاف ہے۔ رہنمائی کے لیے چند نکات پیش خدمت ہیں۔

☆ ہدایت کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے۔ جو شخص بھی اسے رہبر بنائے گا وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا اور ایسے شخص کی ہر وہ بات جسکی بنیاد قرآن وسنت پر ہو یا قرآن وسنت کی موافقت میں ہو وہ ہدایت پر مبنی ہوگی۔ اسطرح قرآن وسنت کو معیار بناتے ہوئے دلیل کے ساتھ کسی شخصیت کی پیروی بھی قرآن وسنت کی پیروی ہی تصور ہوگی۔ اگر آپ کو یہ بات (دلیل کی بنیاد پر پیروی) اچھی نہ لگی ہو تو اس تحریر میں پیش کردہ اللہ ورسول ﷺ کی وصیتوں کو ایک دفعہ پھر سے پڑھ لیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سب سے بڑے اولیاء اللہ تھے وہ صرف اور صرف اسی راستہ پر چلتے رہے اور آپس میں بھی ایک دوسرے کی بات بلا دلیل تسلیم نہ کرتے تھے۔ قرآن وسنت کی بنیاد پر ان کی رہنمائی کی جاتی تو خوشِ دلی سے قبول کر لیتے اور اپنا موقف تبدیل کرنے میں ذرا بھی عار محسوس نہ کرتے بلکہ جید صحابہ رضی اللہ عنہم نے علی الاعلان فرمایا کہ جب بھی ہم کوئی ایسی بات کہیں جو اللہ ورسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق نہ ہو تو ہماری پیروی نہ کی جائے۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے ہی خطبے میں اعلان فرمایا:

((اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ، فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعتہ لی علیکم)) (مصنف عبدالرزاق، جلد۔11، صفحہ:336)

ترجمہ: ''جب تک میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں تو تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرنے لگوں تو تم پر میری اطاعت کرنا لازم نہیں''

انکے بعد امت میں کون ہے جو ان سے بڑھ کر ہو کہ اسکی بات کو قرآن وسنت پر پرکھنا بے ادبی ہوتا ہو جائے۔ حقیقی مومن یا ولی تو وہی ہے جو قرآن وسنت کی بنیاد پر اپنی اصلاح کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہو اور اس میں خوشی محسوس کرے۔

لیکن افسوس کہ ہماری اکثریت اس راستے کو چھوڑ چکی ہے اور اپنے اپنے پسندیدہ اکابرین کی باتوں کو قرآن وسنت پر پرکھنے کو ان کی بے ادبی اور گستاخی خیال کرتے ہیں حالانکہ اللہ ورسول ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم وہی طرز عمل اپنائیں جسکا اللہ اور رسول ﷺ نے حکم دیا اور جسے صحابہ کرام نے اپنایا۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہوسکتا ہے ہمارے نامہ اعمال میں اکابرین کی بے ادبی کی بجائے اللہ ورسول ﷺ کی بے ادبی قلمبند ہو جائے۔ کاش ہمیں یہ بات اسی زندگی میں سمجھ آجائے کہ ہمیں سب سے زیادہ محبت اللہ ورسول ﷺ سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ دین عقائد اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ عقائد ونظریات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی لیے قرآن مجید کا بیشتر حصہ عقائد کو بیان (Address) کرتا ہے۔ انسان سے کس قسم کے عقائد و نظریات مطلوب ہیں ان کا تسلی بخش بیان قرآن مجید میں ہے جن کا صحیح ادراک خود سے قرآن مجید سمجھے بغیر ممکن نہیں۔ بہر کیف اگر مخلص اور سچے مسلمان قرآن کے وارث ہوں تو امید کی جاسکتی ہے کہ صحیح بات عام لوگوں تک پہنچ جائے لیکن موجودہ حالات میں ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ اکثریت نے اللہ کی کتاب کو بنیاد ہی نہیں بنایا۔ موجودہ دور کا دوسرا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ قرآن کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کرنے کی بجائے قرآن کی تشریحات اپنے ذہن اور فرقوں کے مطابق کرلی گئی ہیں۔ خدا کی پناہ جو حال فرقہ واریت کے عذاب نے اسلام کا کیا ہے۔ ہر فرقے کا

الگ اسلام ہے۔سب فرقے اپنے آپ کو صحیح اور باقیوں کی نفی کرتے ہیں۔ایسے حالات جن کا آغاز آنحضرت ﷺ کے دور مبارک کے قریباً تین سو سال بعد سے ہو گیا تھا اور تا قیامت ان میں اضافہ ہی ہوتا نظر آرہا ہے۔ان حالات میں اس بات کا امکان کہ انسان بذات خود بغیر قرآن و سنت کو مضبوطی سے پکڑے راہ راست پر رہ سکے نہ ہونے کے برابر ہے۔اسی لیے قرآن وسنت میں دوٹوک الفاظ میں ہر فرد کو صرف اور صرف قرآن وسنت کی پیروی کا سختی سے حکم دیا گیا ہے۔ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی استعداد کے مطابق اس سرچشمہ ہدایت قرآن وسنت تک پہنچیں۔

☆ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ و رسول ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ہر فرد کو صرف اور صرف قرآن و سنت کی پیروی کا سختی سے حکم دیا ہے۔ہمیں بنانے والا ہماری خرابیوں اور ابلیس کی چالوں کو بہتر جانتا تھا اسلئے اسنے ایسا حکم دیا۔پس اگر کسی کی پیروی کرنی ہی پڑے تو صرف ایک ہی صورت نکلتی ہے کہ تعلیمات الٰہی کی بنیاد پر پیروی کی جائے۔

☆ ان حالات میں سب سے اچھی صحبت ایسے مخلص لوگوں کی ہے جو میانہ روی کا راستہ اپناتے ہوئے مخلوق خدا سے محبت کے جذبے سے لوگوں کو قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا سکھلائیں۔

انسان کی حسرت!

اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ آپ اس فانی دنیا میں اپنے حصے کا وقت گزار کر یہاں سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جانے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔یہ چند روزہ عارضی ایام ختم ہو جانے ہیں۔سانس بند ہوتے ہی دنیا کی ساری نعمتیں ختم ہو جانی ہیں۔جوانی میں انسان سوچتا ہے کہ جوانی کے لمحات ختم ہونے میں بڑا وقت ہے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے برق رفتاری سے جوانی کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے۔زندگی کے کسی بھی موقع پر اپنی سابقہ زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو یوں لگتا ہے جیسے برسہا برس پل بھر میں گزر گئے ہیں۔آئندہ آنے والا وقت بھی اسی طرح گزر کر ماضی کا حصہ بن جانا ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم زندگی کے اس سراب کو سمجھیں اور جو لمحات میسر ہیں اُنھیں غنیمت جانتے ہوئے وقت کا ضیاع نہ کریں، وقت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اسے اصل مقصد کے حصول میں صرف کیا جائے، بالخصوص قرآن مجید کو سمجھا جائے اور اسے رہبر بنایا جائے۔

خدانخواستہ اگر ہم وقت ضائع کر بیٹھے اس کو سمجھے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تو اللہ کی بارگاہ میں پشیمانی اٹھانی پڑے گی، وہاں ہمیں شدید حسرت ہو گی جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ o اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ o اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ o بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ o ﴾ (الزمر، آیت: 59 - 55)

ترجمہ: ”اور (اے لوگو!) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے، اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (ایسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ جل جلالہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ جل جلالہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہو جاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہو سکوں۔ (اللہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور وتکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔“

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت عمدہ طریقے سے انسان کو اصل مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہونے کے لئے حکم دیا ہے اور اس مقصد کے حصول سے غفلت برتنے والوں کی بروز قیامت حسرت وندامت اور افسوس کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ انسان کو یاددہانی کرائی گئی ہے کہ صحت وتندرستی اور فرحت کے لمحات بہت بڑی دولت اور غنیمت ہیں، اس نعمت کی قدر کی جائے اور وقت ضائع کئے بغیر فوراً قرآن مجید کو دستورِ حیات بنانے کا پختہ عزم کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان سے صحت وتندرستی اور فراغت کی دولت چھن جائے اور موقع ہی نہ مل سکے۔ یہ زندگی بہت عارضی اور ناپائیدار ہے، اچانک موت ہمارا سارا وقت چھین

سکتی ہے۔24 گھنٹے میں قریباً 15 لاکھ انسان اس فانی زندگی کو چھوڑ کر قبروں میں جا رہے ہیں، جن سے یہ وقت چھن گیا۔ وہ بھی ہماری طرح کے انسان تھے۔ پھر موت سے پہلے اچانک کوئی بیماری ہماری صلاحیتیں سلب کر سکتی ہے۔ کوئی حادثہ ہو سکتا ہے، قوت سماعت، بصارت متاثر ہو سکتی ہے، دل کا عارضہ فالج، کینسر، جیسا کوئی مہلک مرض ہمیں اپاہج کر سکتا ہے۔ کوئی مصروفیت ہمارے فراغت کے لمحات چھین سکتی ہے۔ پس جو وقت اللہ نے دیا ہے اسے بہت بڑی غنیمت جانتے ہوئے فوراً آج ہی اللہ کی اس کتاب کو سمجھنے کا عہد کیا جائے ورنہ اس مشکل وقت میں جب ہمیں اللہ جل جلالہ کی مہربانی وشفقت کی سخت ضرورت ہو اور وہ ہمیں نہ مل سکے تو ہماری حسرت وندامت اور پریشانی کی کیا صورت حال ہوگی؟ اس پر بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید سے بھرپور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کتاب الٰہی سے ہمارا تعلق!

جو تعلق رب کو مطلوب تھا اس تحریر سے آپ یقیناً آگاہ ہو چکے ہونگے۔ ایسا تعلق تو شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ اسکے برعکس حقیقت حال کچھ یوں ہے:

عام طور پر جب کبھی ہمیں دنیاوی غرض وغایت لاحق ہو، نقصان یا خوف کا اندیشہ ہو، جان کنی کا مسئلہ ہو، بیماری یا پریشانی لاحق ہو........ تو ان حالات میں ہم اس کتاب کی طرف حسب ضرورت رجوع کرتے ہیں: قول وقسم اٹھانے کے لئے، تعویذات بنانے یا مخصوص آیات کے وظیفے کے لئے، خطرات اور پریشانیوں سے بچنے کی خاطر اسکا نسخہ گھروں میں رکھنے کے لئے۔

اسی طرح مختلف پرگراموں کے آغاز کے لئے رسمی تلاوت کی حد تک، علماء حضرات کا تعلق اپنے اپنے پسندیدہ مسالک اور فرقوں کی بالادستی کے لئے چیدہ چیدہ آیات کو بنیاد بنانا اور تاویلات کرنا، حفاظ کا الفاظ کی زبانی مشق اور قراء حضرات کی ساری زندگی الفاظ کی ادائیگی کے فن میں ایک دوسرے پر برتری جتانے میں ہی گزر جاتی ہے، حالانکہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اس خطرے کا اندیشہ ظاہر فرما چکے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اکثر منافقی امتی قراوھا)) (مسند احمد، سندہ صحیح)

((میری امت کے اکثر منافقین قاری حضرات ہوں گے))

☆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا:

''الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے اور تمھارے درمیان پڑھنے والے سرخ بھی ہیں اور کالے بھی، لہٰذا اسے خوب پڑھو اس سے پہلے کہ ایسے لوگ آجائیں جو قرآن مجید اسطرح سنوار سنوار کر پڑھیں گے جسطرح تیر کو سنوار کر رکھا جاتا ہے لیکن وہ اسکا بدلہ آخرت کی بجائے دنیا میں وصول کریں گے''۔(ابوداود، کتاب الصلوۃ)

یاد رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو مزین کرنے کی ممانعت نہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((زینو القرآن با صواتکم))(مسند احمد 285/4، ابوداؤد:1468، مشکوۃ، کتاب فضائل القرآن)

ممانعت اس بات کی ہے کہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے شب و روز الفاظ میں مہارت میں گزار دیئے جائیں اور اس کتاب کے بنیادی مقصد یعنی فہم قرآن سے محروم رہا جائے۔ ہمیں حسن قرات کے معاملے میں میانہ روی سے کام لیتے ہوئے اصل مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہونا چاہئے۔

سمجھنے کی بات!

اس وقت ہمارے مسلمان بھائیوں کے عمومی حالات یہ ہیں کہ بغیر سوچے سمجھے بلا دلیل عقائد و افعال میں ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہیں جس کا نتیجہ باہمی اختلافات، اور حق سے دوری کی صورت میں نکلتا ہے جبکہ ہمیں ذمہ دارانہ رویہ اپناتے ہوئے دلیل کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ لوگوں کے خودساختہ نظریات اپنانے پر پروردگار نے فرمایا: ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾۔ ﴿اے نبی ﷺ! انہیں کہیے اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو﴾۔ اگر ہم رب کی یہ بات مان لیں تو ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائیں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر بہت خوبصورت انداز میں انسان کی نجات کے رستے کو یوں بیان فرمایا گیا:

﴿وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾(سورہ بنی اسرائیل، آیت:36)

''ایسی بات کے پیچھے مت پڑ جس کے متعلق تجھے علم نہ ہو، کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے''

خالق کائنات نے بالکل واضح انداز میں نسلِ انسانی کے لیے بدگمانیوں سے بچنے سمیت ہدایت کے راستے کو واضح فرما دیا ہے کہ زندگی گزارتے ہوئے علم کے تین بنیادی ذرائع کو استعمال کیا جائے۔ کانوں سے سن کر، آنکھوں سے دیکھ کر اور دل سے سوچ کر بات پر عمل کیا جائے یا آگے بیان کی جائے اور ایسا نہ کرنے والوں پر بطور وعید تنبیہ بھی فرما دی گئی ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کر لیں تو ہماری بدگمانیاں ختم ہو جائیں، ہم ہدایت پر آ جائیں۔

اللہ جل جلالہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اِس کی ہدایت دی اگر اللہ جل جلالہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول ﷺ حق کے ساتھ آئے ہیں۔''

﴿وما توفيقى الا بالله﴾

✡✡✡✡✡

کفار ومشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیات

درج ذیل روایت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ کفار ومشرکین کے حق میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں کی ہدایت کے لئے پیش نہیں کی جاسکتیں، روایت یہ ہے:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو اللہ کی بدترین مخلوق جانتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں ان کو وہ مومنوں پر چسپاں کردیتے ہیں۔'' (صحیح بخاری ''کتاب استتابۃ المرتدین'')

اس روایت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات مسلمانوں کیلئے بطور تنبیہ واصلاح بنیاد نہیں بنائی جاسکتیں بہت بڑی ہلاکت اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ حقیقت سے آگاہی کیلئے تفصیل پیش خدمت ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے خارجیوں کو بُرا جاننے کی وجہ یہ تھی کہ وہ آیات میں کفار ومشرکین کی جگہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد لیتے اور قرآن مجید کی غلط تاویل کرتے جیسے:

(i) گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے۔

(ii) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کافر کہتے (نعوذ باللہ) کہ اُنھوں نے ایک دوسرے کے خلاف تلوار اُٹھائی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان وعمل ہماری طرح تو نہیں تھا کہ کلمے کا بھی اقرار ہے اور ساتھ ساتھ جھوٹ، ملاوٹ، بدعہدی، بددیانتی، خیانت، شرک، بدعات سمیت ساری برائیوں پر بھی کارآمد ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں چونکہ یہ خرابیاں نہیں تھیں تو کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات جن میں کافروں کی خرابیوں کی نشاندہی کی جائے ان آیات کو صحابہؓ پر لگانا درست نہیں۔ لیکن کلمے کے باوجود ہمارے اندر کافروں والی ساری خرابیاں: شرک، بدعات، جھوٹ، ملاوٹ، بدعہدی، بددیانتی، بے حیائی....... موجود ہوں اور بطور اصلاح آیات پیش کئے جانے پر خارجیوں کے نقش قدم پر چلنا قرار دے کر بدترین مخلوق قرار دینا شیطانی دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ یعنی اگر کسی کو ناپ تول میں کمی سے باز کرنے کیلئے (ویل اللمطففین)۔ یعنی''

ہلاکت ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے‘‘... سنانے والا بدترین ہوگا یا جو ان خرابیوں پر اصلاح نہ کرے وہ قابل ملامت ہوگا۔؟اسی طرح قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے۔اب اگر کوئی کلمہ گو ظلم و ناانصافی پر کاربند ہوتو اسکی اصلاح کیلئے ظلم پر قرآن سے وعید(الا لعنة اللہ علیٰ الظالمین۔سن رکھو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے) اسی طرح جھوٹوں پر لعنت کی وعید .... سنانے والا کیا بدترین مخلوق ہوگا...... ؟اسی طرح شرک سمیت دیگر بے شمار خرابیوں میں ملوث مسلمانوں کو ہلاکت کی دلدل سے نکالنے کیلئے قرآن سے اصلاح کرنے والے کیا بدترین مخلوق ہوں گے......... ؟ شیطان کے ان طاقتور دھوکوں میں آ کر حقیقت سے دور رہنے والے بدنصیبوں کو تو موت کے وقت ہی سمجھ آئے گی۔اس وقت وہ روئیں گے چلائیں گے کہ کاش انہیں کوئی متنبہ کر دیتا.............!

قرآن مجید میں کفار میں پائی جانے والی برائیوں کو واضح کیا گیا ہے تا کہ جو اپنی اصلاح کرنا چاہے وہ کر سکے۔نجاست نجاست ہی رہے گی خواہ کسی ٹھیکرے میں ہو یا ریشم میں لپیٹ دی جائے۔جن عقائد وافعال (شرک، بدعات، جھوٹ، خیانت، بدعہدی، ملاوٹ، دھوکہ دہی، ظلم، قتل و غارت، جادو...........) پر عمل پیرا ہونے کی بنا پر کفار کے لئے سخت وعیدیں نازل ہوئی ہیں وہی کام اگر کلمے کے اقرار کے ساتھ کیا جائے (جو کہ کیا جا رہا ہے) تو کیا ہم مجرم قرار نہ پائیں گے..... ؟بطور اصلاح ہمیں ان غلط کاموں پر تنبیہات پر مبنی آیات سے عبرت پکڑنی چاہئے یا یہ کہہ کر ان آیات سے چشم پوشی کرنی چاہئے کہ یہ تو کافروں کیلئے ہیں۔؟یوں تو قرآن کا تھوڑا سا حصہ ہمارے لئے رہ جائے گا کیونکہ زیادہ تر حصہ کفار و مشرکین کے حق میں ہی نازل ہوا ہے تا کہ انکی خرابیوں کو واضح کر کے اہل ایمان کو بچایا جا سکے۔اسی لئے قرآن پاک کا خطاب کفار مکہ کے ساتھ ساتھ پوری نسل انسانی کے لیے قیامت تک کے لیے ہے،جس کی صداقت پروردگار نے خود یوں فرمائی:

☆ ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ﴾

(سورۃ الفرقان، آیت:1)

’’نہایت ہی بابرکت ہے وہ اللہ ﷻ جس نے یہ فرقان (حق اور باطل میں فرق کرنے والا مجموعہ)

اپنے بندے پر اتارا تاکہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کردینے والا ہو‘‘

☆ ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾(سورہ التکویر، آیت:27)

’’یہ (قرآن) تو تمام جہاں والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے‘‘

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کا واقعہ قرآن مجید میں بیان کرنے کے بعد اسے بیان کرنے کا مقصد بھی بیان فرما دیا تاکہ جو کوئی بھی اسے سنے وہ اس پر غور فکر کر کے اپنی اصلاح کرے، ارشاد ہوا:

﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴾(سورۃ الاعراف، آیت:176)

’’سو اسکی مثال ہوگئی مانند کتے کی، اگر بوجھ لادو اس پر تب بھی زبان لٹکائے اور چھوڑ دو اسے تب بھی زبان لٹکائے۔ یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیات کو، سو بیان کرو انکے سامنے یہ قصہ (احوال) شاید (لوگ) غور و فکر کریں‘‘

فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھتے ہوئے اپنے ذہن و مسلک کے خلاف آنے والی قرآن کی آیات سے اعراض، انکی غلط تاویل وتحریف کرنے والے کلمہ گو لوگوں کی تعداد کوئی کم تو نہیں....؟ کیا ان کے لئے اس آیت کریمہ میں سبق نہیں؟ ہر آیت ہمارے لئے ایک آئینہ ہے جس کے سامنے ہمیں اپنے آپ کو پیش کر کے اپنی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

ان روشن آیات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن پاک کی تمام آیات خواہ وہ کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہوں عبرت و نصیحت کے اعتبار سے وہ مسلمان اور کفار سب کے لیے ہیں۔ یہ غلط فہمی مکار ابلیس نے صرف اس لیے پیدا کی ہے تاکہ لوگ ناکام ہو کر دنیا سے چلے جائیں۔

بات کو سمجھنے کے لئے کئی آیات میں سے صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے جو خالصتاً کفار کے حق میں نازل ہوئی، اور سب مسلمان اسے اپنی تقاریر کی بنیاد بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾

’’(اے نبی) فرما دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت

کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا''۔(آل عمران۔آیت:31)

شانِ نزول: یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جسکے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کے زبانی دعویٰ محبت کو آپ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا۔اس سے اگلی آیت میں بات کو مزید واضح کیا گیا چنانچہ فرمایا:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

''(اے نبی) انکو فرماؤ اطاعت کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا''(آل عمران۔آیت:32)

یعنی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت سے روگردانی کفار کی روش ہے۔اللہ ہم سب کو معاف فرمائے اور ہماری حفاظت فرمائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ آیت جو صریحاً کفار کے حق میں نازل ہوئی،جسکے مخاطب یہود و نصاریٰ تھے۔فی زمانہ علماء حضرات جب مسلمانوں کو مخاطب کر کے اس آیت پر گھنٹوں تقاریر کرتے ہیں تو اس وقت انہیں خارجیوں پر وعید والی مذکورہ روایت کیوں یاد نہیں رہتی؟ اور جب انکی غلطیوں کی نشاندی والی آیات آتی ہیں تو ان سے چشم پوشی کر جاتے ہیں کہ یہ کفار کیلئے ہیں......؟

نوٹ: قابلِ غور بات یہ ہے کہ(صحیح بُخاری ''کتابُ الاعتصام'' حدیث نمبر 3456) کے تحت آنحضور ﷺ یہ خوفناک پیشگی خبر دے چکے ہیں کہ سابقہ اقوام بالخصوص یہود و نصاریٰ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں امت مسلمہ میں بھی پائی جائیں گی۔اسکے تحت قرآن کی ساری آیات بطور نصیحت تمام مسلمانوں کے لئے ناگزیر ہیں۔تاہم ہمیں کسی کو ذاتی طور پر نشانہ بنائے بغیر قرآن کی آیات سے رہنمائی لینی چاہیے۔ اُمید ہے مذکورہ حوالے سے آپ بات سمجھ چکے ہوں گے کہ قرآن مجید کی وعیدیں ہم سب کی ہدایت کے لئے ہیں۔

﴿حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند علماء حضرات سے ملاقات کی لسٹ﴾

نمبر شمار	عالم کا نام	مکتبہ فکر	تاریخ
1	پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	95,96,98, 2001
2	مولانا محمد الیاس قادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	2000 - 1999
3	پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب	اہلسنت	2003, 2004
4	پیر محمد زاہد صاحب	اہلسنت (بریلوی)	2006, 2007
5	مفتی محمد علیم الدین صاحب	اہلسنت (بریلوی)	16-12-2006
6	مفتی منیب الرحمٰن صاحب	اہلسنت (بریلوی)	22-03-2007
7	علامہ غلام رسول سعیدی صاحب	اہلسنت (بریلوی)	22-03-2007
8	ڈاکٹر اسرار احمد صاحب	اہلسنت (داعی تحریک خلافت)	2007،2008
9	پیر نصیر الدین نصیر صاحب	اہلسنت (بریلوی)	3-08-2007
10	مفتی محمد طیب صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	Aug. 2007
11	مولانا جمشید صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	Nov. 2007
12	مفتی انصر باجوہ صاحب	اہلسنت (دیوبندی)	2008
13	انجینئر آصف قادری صاحب	اہلسنت (بریلوی)	25-01-2008
14	مولانا مظہر اللہ غلام قمر سیالوی صاحب	اہلسنت (بریلوی)	Mar. 2008
15	علامہ ڈاکٹر عبد الرحمن حفیظ صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	2008
16	انجینئر عبد القدوس سلفی صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	2008
17	علامہ حافظ زبیر علی زئی صاحبؒ	اہلسنت (اہلحدیث)	May 2008
18	ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب	اہلسنت (اہلحدیث)	Feb. 2009
19	علامہ ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب	اسلام (قرآن وسنت)	2010
20	پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب	اہلسنت (جماعت اسلامی)	2011
21	جناب ثاقب اکبر صاحب	اہل تشیع	2012
22	مولانا اسحاق صاحب	اسلام (اتحاد امہ)	2012
23	ابو یحیی صاحب	اسلام	2017
24	جاوید احمد غامدی صاحب	اسلام	2017

☆ سوشل میڈیا کے ذریعے علماء حضرات سے استفادہ تادمِ زندگی جاری ہے۔

﴿حق کی کاوش میں: بطور نمونہ چند مشہور تصانیف سے استفادہ کی لسٹ﴾

کتاب کا نام	مصنف کا نام	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1۔تفاسیر قرآنی	قریباً ہر مکتبۂ فکر کی	2۔شرح کتب احادیث	مختلف مکاتبِ فکر کی
3۔جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ صاحب	4۔شرح صحیح مسلم/تبیان القرآن	غلام رسول سعیدی صاحب
5۔تفہیم البخاری	غلام رسول سعیدی صاحب	6۔جملہ تصانیف	ڈاکٹر فرحت ہاشمی صاحبہ
7۔تلاش حق	نجم مصطفائی صاحب	8۔مزاراتِ اولیاء سے توسل	شاہ تراب الحق قادری صاحب
9۔غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟	مفتی اکمل قادری صاحب	10۔ توحید اور شرک	علامہ سعید احمد کاظمی صاحب
11۔حیات النبی،مسئلہ استغاثہ، الانتباہ للخوارج والحروراء	پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب	12۔ بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب
13۔میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی	ابو کلیم محمد صدیق صاحب	14۔توحیدِ خالص	الشیخ ابو محمد بدیع الدین راشدی صاحب
15۔الفتح الربانی،فتوح الغیب	پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ صاحب	16۔جملہ تصانیف	امام محمد غزالیؒ صاحب
17۔کشف المحجوب	سید بن علی عثمان ہجویریؒ صاحب	18۔رسالہ قشیریہ	امام ابو القاسم قشیریؒ صاحب
19۔جملہ تصانیف	علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؒ صاحب	20۔جملہ تصانیف	پروفیسر خلیل الرحمٰن چشتی صاحب
21۔مقالات،رسائل الحدیث	حافظ زبیر علی زئی صاحب	22۔شرک کیا ہے؟	محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب
23۔جملہ تصانیف متعلقہ شرک	علمائے عرب	24۔جملہ تصانیف	پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب
25۔حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلیؒ صاحب	26۔شرک کے چور دروازے	حافظ محمد محمود الحضری صاحب
27۔کلمہ گو مشرک	ابو الحسن مبشر ربانی صاحب	28۔فضائل اعمال	شیخ زکریا سہارنپوری صاحبؒ
29۔اختلاف اُمت اور صراط مستقیم	مولانا یوسف لدھیانوی صاحبؒ	30۔دین میں تقلید کا مسئلہ	حافظ زبیر علی زئی صاحب
31۔مکتوبات	حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ	32۔حقیقت التقلید	ابو محمد امین اللہ البشاوری صاحب
33۔حقیقت شرک	مولانا امین احسن اصلاحی صاحب	34۔صراط مستقیم وعقیدہ مسلم	سید سیف الرحمٰن ،روشن صاحب
35۔تلبیس ابلیس	علامہ ابن جوزی صاحب	36۔شرک کی حقیقت	نور الحسن شاہ بخاری صاحب
36۔شیعت کا مقدمہ	حسن الامینی صاحب	37۔پھر میں ہدایت پا گیا	ڈاکٹر تیجانی سماوی صاحب
38۔المراجعات 39۔آئین وہابیت	عبد الحسین شرف الدین موسوی صاحب استاد جعفر سبحانی	40۔پاکستان کے دینی مسالک 41۔امت اسلامیہ کی شیرازہ بندی	جناب ثاقب اکبر صاحبؒ
42۔سیرۃ النعمان	علامہ شبلی نعمانی صاحبؒ	43۔امام اعظم اور علم الحدیث	مولانا محمد علی صدیقی کاندھلویؒ

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت: 159)

ترجمہ: ''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

✿✿✿✿✿

ہماری اہم تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کیسے نصیب ہوگی؟)	2	قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)
3	ہمارا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)	4	قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟
5	راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس و شیطان کے حجابات پر حقائق)	6	رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی)
7	توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)	8	عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)
9	ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی)	10	کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل)
11	طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)	12	مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)
13	امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)		

کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ)	2	زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟
3	مقصدِ حیات	4	انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس)
5	بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟	6	اوامر و نواہی کی لسٹ
7	تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ)	8	تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل)
9	توحید (لا الٰہ الا اللہ)	10	رسالت (محمد الرسول اللہ)
11	حقوق العباد	12	پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل
13	پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد و عورت کیلئے قرآن و سنت کے احکامات)	14	اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)

پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

دنیا میں بننے والی پیچیدہ مشینوں کے صحیح استعمال کے لئے ان کے ساتھ ہدایت نامہ (Guiding Manual) جاری کیا جاتا ہے جس کے بغیر مشین سے کام لینا ممکن نہیں۔ انسان کی مشین کائنات کی پیچیدہ ترین مشین ہے جسے دنیا و آخرت کی سلامتی کیلئے قرآن مجید کی شکل میں مکمل ضابطہ حیات عطا کیا گیا ہے۔اس ضابطہ حیات کو کما حقہ ملحوظ رکھے بغیر انسان کی بقا نہیں۔اسی لئے خالق نے اس کتاب میں تکرار کے ساتھ زوردار انداز سے انسانیت پر یہ بات واضح کردی ہے کہ اس کتاب کو تھامے بغیر نہ دنیا میں بقا ہے اور نہ ہی آخرت میں، اسلئے ہر شخص سے بروز قیامت اس کتاب کی بابت محاسبہ ہوگا۔لیکن افسوس کہ اسکے باوجود بھی مسلمان الا ماشاءاللہ اس کتاب کو رہنما نہیں بنا پائے جس کی شکایت پیارے رسول ﷺ بروز قیامت اللہ کی بارگاہ میں کریں گے۔یہاں تو لوگ تعلیماتِ قرآن سے دور رہ کر خوش فہمی میں مبتلا ہیں لیکن بوقت موت قرآن سے ہٹ کر زندگی بسر کرنے والوں کے طوطے اُڑ جائیں گے۔قرآنی رہنمائی سے دوری کتنی بڑی محرومی ہے اور ابلیس کن کن چالوں کے ذریعے انسانیت کو اس عظیم رہنمائی سے دور کرتا ہے، اسے واضح کرنا اس تحریر کا بنیادی مقصد ہے۔خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی فکر کریں۔

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

www.khidmat-islam.com
khidmat777@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161